



عراق میں ظالم کی معافی نہیں تلافی کی ضرورت ہے

امیر محمد پروفسر سینئر ساجد میر



سیدنا خلیفہ بن الیمان --- نبی کریم کے رازداں صحابی!

زلزلے

قرب قیامت کی نشانیاں یا اعمالِ بد کی سزا!



داعش

افکار و نظریات پر ایک نظر!



- آخری آرام گاہ.....؟
- نابالغ بچی کا نکاح.....؟
- سانپ سے متعلق ہدایات.....؟

درس قرآن

جناب پروفیسر احمد رحمان

فرسودہ رسوم اور فرسودہ دلیل

ارشاد باری تعالیٰ: ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أَوْ لَوْ كَانَ الشَّيْطَانُ يَدْعُوهُمْ إِلَىٰ عَذَابِ السَّعِيرِ ٥١﴾ (لقمان)

”اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی آیت کی تابعداری کرو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے تو جس طریق پر اپنے باپ دادا کو پایا اسی کی تابعداری کریں گے (بھلا) چاہے شیطان ان کے بڑوں کو دوزخ کے عذاب کی طرف بلاتا ہو۔“

وراثتی بری خصلتیں اور خرابیاں جو انسانی معاشرہ کا حصہ بن جائیں انہیں ترک کرنا ایک مشکل مرحلہ ہوتا ہے۔ لیکن ایسا تبھی ہوتا ہے جب انسان اپنی انا کا غلام بن جائے۔ ”میں“ کی خاطر اپنی بھلائی قربان کر دے۔ اسلوب قرآن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ایسا رویہ ہمیشہ باطل اور خواہش پرستوں کا رہا ہے۔ اس باطلانہ اور معاندانہ رویہ کو قرآن نے نقل کیا ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کو دعوت کے رد عمل میں معاندین حق سے یہی جواب سننا پڑا کہ جس روش پر ہم قائم ہیں اور عرصہ سے قائم ہیں اسے کیسے ترک کر دیں؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت حق کو یہ کہہ کر ٹھکرایا گیا کہ:

﴿قَالُوا أَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَكَ وَأَجِدْنَا آبَاءَنَا وَتَكُونُ لَكُمُ الْكِبَرِيَاءُ فِي الْأَرْضِ ٥٠ وَمَا نَحْنُ لَكُمُ بِمُؤْمِنِينَ ٥١﴾ (یونس)

”وہ لوگ کہنے لگے کہ کیا تم ہمارے پاس اس لیے آئے ہو کہ ہم کو اس طریقہ سے بٹا دو جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے (اور اس کے بعد) تم کو سرداری مل جائے۔ (اس لیے) ہم تو تمہاری بات نہیں ماننے والے۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے بھی جب بت پرستوں کا کوئی جواب نہ بن پڑا تو اپنی انا کی شکست تسلیم کر لینے کی بجائے کہا گیا کہ:

﴿قَالُوا بَلْ أَجْتَنَّا كَذَلِكِ يَفْعَلُونَ ٥٢﴾ (الشعراء)

”کہنے لگے (کچھ بھی ہو) ہم نے تو اپنے باپ دادا کو یہی کرتے پایا ہے۔“

نبی کریم ﷺ کو جب مشرکین مکہ کی طرف سے ایسے رد عمل کا سامنا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے بتلادیا کہ انا کے غلام ہمیشہ سے یہی کرتے آئے ہیں:

﴿وَكَذَلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِي قَوْمٍ مِّنْ تَذْيِيرٍ إِلَّا قَالُوا مُتَرَفُّوهَا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَرِهِمْ مُّقْتَدُونَ ٥٣﴾ (الزخرف)

”ہم نے جس بستی میں بھی ڈرانے والا بھیجا تو وہاں کے معتبر طبقہ نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر چلتے پایا ہے اور ہم تو انہیں کے نقش قدم پر چلیں گے۔“

یہی رویہ آج مسلمانوں میں سراپت کر چکا ہے۔ قرآن وحدیث کی تعلیمات جان لینے کے باوجود محافل میں ایسی بدعات و خرافات کا صرف اس لیے ہونا کہ یہ پرکھوں سے چلی آ رہی

رسم ہے، مسلمانوں کے لیے فکر یہ ہے۔

درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمن دہیانوی

علامات قیامت

[عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: "إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ، وَيَكْثُرَ الْجَهْلُ، وَيَكْثُرَ الزُّنَا، وَيَكْثُرَ شُرْبُ الْخَمْرِ، وَيَقِلَّ الرَّجَالُ، وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتَّىٰ يَكُونَ لِحَمْسِينَ امْرَأَةً الْقِيمُ الْوَاحِدُ."] (متفق عليه)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے:

”قیامت کی علامات میں سے ہے کہ علم اٹھالیا جائے گا اور جہالت زیادہ ہوگی، زنا

بہت ہوگا، شراب پینے والوں کی تعداد بڑھ جائے گی۔ مرد کم ہوں گے اور عورتیں

زیادہ ہو جائیں گی یہاں تک کہ پچاس عورتوں کی خبر گیری کرنے والا ایک مرد ہوگا۔“

ایک روایت میں ہے کہ ”علم کم ہو جائے گا اور جہالت زیادہ ہوگی۔“ (بخاری، مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے قیامت کے آنے سے قبل بہت سی نشانیاں بیان فرمائی ہیں مگر

تلاوت کردہ حدیث میں ان علامات کا ذکر فرمایا جو بڑی اہم ہیں ان میں سے کچھ ظاہر ہو

چکی ہیں اور کچھ کا ظہور ہونے والا ہے۔

ان میں سے ایک علامت یہ بتائی کہ ”علم کم ہو جائے گا اور جہالت عام ہوگی۔“ یہاں

علم سے مراد وہ آگاہی ہے جس سے اللہ کا خوف پیدا ہو اور لوگ اپنے رب کی بندگی کی

طرف مائل ہوں۔ موجودہ دور میں سائنس کا علم ترقی کی آخری منزلوں کو چھو رہا ہے مگر اپنے

مالک و خالق کی پہچان نہیں ہے۔ غیر اللہ کی پرستش عام ہے۔ سنت رسول کی پیروی کرنے

کی بجائے رسم و رواج کو دین بنایا جا رہا ہے۔ علم روشنی ہے مگر اس ترقی کے دور میں جہالت

نے ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔ علم اٹھتا جا رہا ہے اور جہالت بڑھتی جا رہی ہے۔

دوسری علامت آپ ﷺ نے بیان فرمائی کہ زنا عام ہو جائے گا۔ مشاہدہ یہی ہے کہ

اس دور میں یہ برائی عام ہو گئی ہے، گلی محلوں، کلبوں، ہوٹلوں اور بازاروں میں اس برائی کی

سرپرستی کی جاتی ہے۔ اللہ کا خوف ختم ہو چکا ہے اور دن بدن زنا کی برائی عام ہو رہی ہے۔

تیسری علامت یہ بیان فرمائی کہ شراب نوشی عام ہو جائے گی۔ شراب نوشی برائی کی جڑ

ہے اس سے معاشرے میں خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اسلام نے شراب نوشی کو حرام قرار دیا

ہے مگر لوگ اسے سکون حاصل کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

چوتھی علامت یہ بیان فرمائی کہ مردوں کی تعداد کم ہو جائے گی اور عورتوں کی تعداد بڑھ

جائے گی حتیٰ کہ ایک ایسا وقت آئے گا کہ پچاس عورتوں کی حفاظت کرنے والا صرف ایک

مرد ہوگا۔ یہ نشانی کافی حد تک ظہور پذیر ہو رہی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ ”علم کم اور جہالت عام ہو جائے گی۔“ قیامت کی علامات

آہستہ آہستہ ظاہر ہو رہی ہیں۔ قیامت کا انتظار کرنے کی بجائے اپنی اصلاح کی فکر کرنی

چاہیے کہ جس کی موت آگئی اس کی قیامت قائم ہوگئی۔

ملکی تاریخ کا شدید ترین زلزلہ!

۲۶ اکتوبر کی دوپہر کو جب لوگ کاروبار حیات میں مصروف تھے۔ دو بج ۹۰ منٹ پر شدید ترین زلزلہ سے پورا ملک لرز اٹھا جس سے ہر شہری بے حد غمزدہ ہوا اور ہر طرف ایک ہش کاسماں تھا۔ محکمہ موسمیات نے اسے ملکی تاریخ کا شدید ترین زلزلہ قرار دیا ہے۔ زلزلہ کے جھٹکے وقفے وقفے سے جاری رہے اور اس کی شدت ۸.۱ ریش۔ سکیل ریکارڈ کی گئی جبکہ ۲۰۰۵ کے زلزلہ کی شدت ۷.۶ ریش۔ سکیل ریکارڈ کی گئی تھی۔ زلزلے کا مرکز اب بھی وہ ہندوکش (افغانستان) تھا جس کی گہرائی ۱۹۳ کلومیٹر بتائی جاتی ہے۔ تا مگر زلزلہ کی تباہی سے ہمارے تین صد افراد جاں بحق اور دو ہزار سے زائد لوگ زخمی ہو گئے جس سے سب اہل وطن شدید پریشان ہیں۔ بانی ممالک مسلمان زیادہ تر چترال، سوات، شانگلہ، کوئٹہ، بام، جونا، منہرہ، بزارہ، بونیر، چارسدہ، پشاور، کھٹاک، صوابی، وادی بام، پشاور، خیبر، مہمند، مردان، نوشہرہ اور پنجاب کے متعدد اضلاع میں ہوا ہے۔

اس المناک موقعہ پر وزیراعظم نے برطانیہ کا دورہ مختصر کر دیا اور صحنِ فوسلی اور سوہانی اور ابرو و نور متحرک ہونے کی بدایت کی۔ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے امیر ایلیف پروفیسر ساجد میاں اور نامہ اعلیٰ سافیر ڈاکٹر عبدالکریم (ایم این اے) نے نزلہ سے جانی و مالی نقصان پر کمرے افسوس کا اظہار کیا اور جاکہ اہم مسیبت کی اس گھڑی میں متاثرین کو تہنا نہیں چھوڑیں گے۔

زلزلہ کی ہولناک تباہی و بربادی کی اطاعت آنے پر قرآن مجید کی درج ذیل آیات یا آجاتی ہیں جن میں قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر آیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ پوری زمین کو ایک نہایت سخت اور ہولناک زلزلے سے بلا ڈالے گا جس کے نتیجے میں کوئی عمارت کوئی پہاڑ اور درخت زمین پر باقی نہ رہے گا۔ اب نشیب و فراز برابر ہو جائیں گے تاکہ میدان حشر بالکل ہموار اور صاف ہو جائے اور یہ معاملہ قیامت میں سرخ شامی کے وقت ہو گا۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے: ﴿إِذَا زُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا﴾ ”جب زمین پوری طرح ہلچل مچ جائے گی۔“ ﴿وَأُخْرِجَتِ الْأَرْضُ أَثْقَالَهَا﴾ ”اور اپنے بوجھ باہر نکال پھینکے گی۔“ ﴿وَقَالَ الْإِنْسَانُ مَلَكًا﴾ ”انسان نے کہہ دیا: کیا ہو گیا ہے؟“

پہلی آیت کے حاشیہ میں حافظ صلاح الدین یوسف صاحب ملتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو بھونچال سے ساری زمین لرز اٹھنے لگی اور ہر چیز ٹوٹ پھوٹ جائے گی۔ یہ اس وقت ہو گا جب پہلا نوح ہوا جائے گا۔ موجودہ زلزلے نے بھی قیامتِ صغیٰ کا نقش پیش کر دیا ہے۔ یہاں ہم نے بھی اس بات پر بھی غور و فکر کرنے کی اور سوچنے کی زحمت گوارا کی ہے کہ یہ آئے روز کے مصائب و آفات اور پیچھے اور آگے کی باتوں سے ہم پر جو عذاب نازل ہو رہے ہیں اس کا سبب کیا ہے؟ زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جو ہم سے واسطہ دے اور اسے مانع نہ ہو۔ کس کس بات کی تفصیل پیش کی جائے اور پھر ان کی جو سمجھنا سہولت کے بیان کا اس قدر کوئی اور راستہ ہے۔ یہ زلزلے کیوں آتے ہیں؟ کبھی اس پر بھی غور و فکر کیا ہے؟ دراصل یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کو تنبیہ کی جاتی ہے کہ وہ راہِ راست پر آجائیں، رجوع الی اللہ کر لیں اور اپنے گناہوں سے توبہ کر لیں۔ یہ بارش انہیں سے زمین کو نئی زندگی مل جاتی ہے، فصلیں لہلہا اٹھتی ہیں، کئی بیماریوں کا تھما تھما جاتا ہے لیکن جب انسان بارش کو قبول نہ کرے، اللہ تعالیٰ سے بغاوت پر اتر آتا ہے تو یہی بارش طوفانِ باد و باران کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔ یہ بارش ہی وجہ ہے یہ دریا جن سے کھیت سیراب ہوتے ہیں، اسی طرح طرح کی فصلیں اور سبزییاں کاشت ہوتی ہیں، دریاؤں پر چین چلی کے منصوبہ رواں ہوتے ہیں۔ پھر یہی دریا طغیانی اور سیلاب کی صورت اختیار کر کے ہستیاں و تہا و ہرباہ اور انسانوں کو موت کی آغوش میں پہنچا دیتے ہیں۔

تاریخ انسانیت کا ورق پلٹ کر دیکھئے جب کسی قوم کی بغاوت و سرکشی حد سے تجاوز کر جاتی ہے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی مافرمائی میں اتنی بڑھ جاتی ہے کہ احساسِ زبیاں بھی مرد ہو جاتا ہے تو پھر عذاب الہی اس قوم کا مقدر بن جاتا ہے۔ قرآن پاک شاہد ہے کہ قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود اور قوم لوط پر عذاب الہی نازل ہوا اور ان کا نام و نشان تک مت کر رہ گیا۔ سترامت محمدیؐ پر یہ اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے کہ وہ اسی عذاب سے



☆ رانا محمد شفیق خاں پسروی

☆ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد

مجلہ
ادارت

اس شمارو میں

درس قرآن و حدیث
اداریہ
احکام و مسائل
زکوٰۃ نشانیوں عبرتیں (حظہ حرم)
زکوٰۃ قرب قیامت کی نشانیاں
توبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ عمل
سیدنا خلیفہ بن الیمانؓ
دامش اور اس کے عیسوی انکار
آل سعود اور جج انتظامات
مقوق العباد اور صلہ رحمی
تبصرہ کتب
انبار الجراحہ

ادارہ سے جملہ خط کتابت ایڈیٹر کے نام
اور ترسیل زر منیجر کے نام کی جائے

پتہ ہفت روزہ ”اہل حدیث“
چوک اہل حدیث (المعرفتی چوک)

106، راوی روڈ لاہور۔ 54000

فون: 042-37720257 فیکس: 042-37725525
email: weeklyahlehadith@yahoo.com

بدل اشتراک

500/-
300/-
550/-
5500/-
15/-

نیشنل پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے ”السر پرنٹ ان“ شاہ خالد ناؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

پوری کی پوری تو ہلاک نہیں ہوئی البتہ اسے بطور تنبیہ و سزا دینا چاہیے۔ عذاب ہوتے رہیں گے تاکہ یہ سنبھل جائے اور محبت حاصل کرے۔ قرآن پاک کا ارشاد ہے کہ
 ۞ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ ۚ ۞ کہ ”فساد کی اور تری میں فساد لوگوں کی شامت اعمال کا نتیجہ ہے۔“ لہذا ہم سب کو اللہ تعالیٰ سے اپنے کتابوں کی معافی مانگنی چاہیے۔

ہمارے اپنے احوال پر نظر ڈالیں تو بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ملک میں رشوت ستانی عام ہے۔ سود ختم نہیں ہو رہا۔ چوری و کشتی اور اغوا کی وارداتیں عام ہیں۔ فسق و فجور اور بدعات و شرک عام ہے۔ ملاوٹ اور کرپشن ختم نہیں ہوتی۔ ایسے حالات میں مصائب و آلام نازل کیوں نہ ہوں؟ یہ آسمانی اور ارشی آفات انسانوں سے کیے جاتے ہیں۔ عذبات کا سامان ہیں۔ لہذا اسے اپنے فکر و عمل میں سخت مہذب و متدین بنانی چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو اپنا مطمح نظر بنالینا چاہیے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ زلزلہ میں جان بحق ہونے والوں کو جنت الفردوس میں جلد دے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین!

سعودی عرب کی مساجد میں بم دھماکوں کے بڑھتے ہوئے واقعات کی مذمت کرتے ہیں۔ ساجد میر

مرکزی جمعیت اہل حدیث جمعہ 30 اکتوبر کو متاثرین زلزلہ کے ساتھ اظہارِ شجاعتی کا دن منائے گی۔ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان پروفیسر ساجد میر نے سعودی عرب کی بعض مساجد میں بم دھماکوں سے بڑھتے ہوئے واقعات کی مذمت کی ہے اور ان واقعات کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے انتظام و اعش کو فائدہ پرور قرار دیا ہے۔ اپنے ایک بیان میں انہوں نے کہا کہ سعودی عرب و عدم اتکا سے دوچار کرنا یہود و نصاریٰ کا ایجنڈا ہے اور بدقسمتی سے داعش ان کے ایجنڈے کو آگے بڑھا رہی ہے۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ حرمین شریفین سے خلاف ہونے والی سازشوں سے ہم بے خبر نہیں رہ سکتے۔ اسلام اور ملت اسلامیہ کے دشمن امت مسلمہ کی وحدت کے مرکز سعودی عرب کو نشانہ بنا رہے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ اسلام بے گناہوں کو قتل کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دیتا، جو لوگ اسلام کے نام پر بے گناہوں کو مار رہے ہیں وہ اسلامی دنیا کی خدمت نہیں کرتے۔ اسلامی دنیا اور اس کی قیادت و برہمنی ہوئی شدت پسندی کو روکنے کے لیے ٹھوس اقدامات کرنا ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ امریکی اور برطانوی سامران کے مظالم کے رد عمل کے نتیجے میں شدت پسندی پیدا ہوئی، بدقسمتی سے اس رد عمل کا بھی فائدہ وہی اٹھا رہے ہیں۔ مسلمانوں کے گروہ و فرقہ ورنہ مصیبت کی آگ میں اپنے آپ کو جلا رہے ہیں۔ شدت پسندی اور عصبيت کو روکنے کے لیے ہمیں قرآن و سنت سے رہنمائی لیننی چاہیے۔ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ امریکی و اس بارے میں اپنا فعال کردار ادا کرنا چاہیے۔ جبکہ امریکی سی ایس ایف نے اسرائیلی فرائض سے غافل نظر آرہی ہے۔

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان جمعہ 30 اکتوبر کو زلزلہ متاثرین کے ساتھ اظہارِ شجاعتی کا دن منائے گی۔ ناظم اعلیٰ ڈاکٹر حافظ عبدالکریم (ایم این اے) نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ جمعہ کے اجتماعات میں علماء و قدرتی آفات کے اسباب پر روشنی ڈالیں گے اور مساجد کے باہر متاثرین زلزلہ کی بحالی اور امداد کے سلسلے میں ریلیف کمپ بھی لگائے جائیں گے۔ ملک بھر کی مساجد میں جمعہ کے روز فہر اکٹھا کیا جائے گا۔ اس سلسلے میں شعبہ خدمت خلق کا اجلاس بھی طلب کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ متاثرہ علاقوں کی مساجد، مدارس اور گھروں کی بحالی کے لیے سروسے کیا جا رہا ہے اور معلومات حاصل کرنے کے لیے ٹیمیں ہفتوں خواہ جماعت کے امیر مولانا فضل الرحمن مدنی اور ناظم ڈاکٹر ڈاکٹر شاہ کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔

عراق پر ہونے والے مظالم کی تحقیقات ہونی چاہئیں معافی نہیں تلافی کی ضرورت ہے۔ پروفیسر ساجد میر

ٹوٹی بلیر کی طرف سے معافی کے بعد عالمی عدالت میں جنگی جرائم کا مقدمہ درج کیا جانا چاہیے لہٰذا معافی سے زخموں پر مرہم نہیں رکھا جاسکتا

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان پروفیسر ساجد میر نے سابق برطانوی وزیر اعظم ٹوٹی بلیر کی طرف سے عراق پر جسے کی گئی معافی پر اپنے رد عمل میں کہا ہے کہ معافی نہیں تلافی کی ضرورت ہے اور ٹوٹی بلیر کے ساتھ سابق امریکی صدر بوش بھی مرکزی مجرم ہیں۔ ٹوٹی بلیر نے اعتراف جرم کے بعد اسے خلاف عالمی عدالت میں جنگی جرائم کا مقدمہ درج کیا جانا چاہیے۔ اپنے بیان میں انکا کہنا تھا کہ ٹوٹی بلیر کس سے معافی مانگ رہے ہیں ان اکتوں و عواقبوں سے جو دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں؟ ایسی معافی سے امت مسلمہ کے زخموں پر مرہم نہیں رکھا جاسکتا۔ تلافی کی آج کے دور میں ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ امریکی اور برطانوی افواج افغانستان اور عراق کا پیچھا چھوڑ دیں۔ ٹوٹی بلیر نے جنگ کے کچھ پہلوؤں کے حوالے سے معذرت کی ہے لیکن انہوں نے جنگ شروع کرنے کے اپنے فیصلے پر کوئی ندامت ظاہر نہیں کی۔ ٹوٹی بلیر نے عراق کے بارے میں اپنی حکمت عملی کی ناکامی کا اعتراف کر کے صدام حسین کے موقف کو قوی ثابت کر دیا ہے۔ امریکہ اور برطانیہ کی دیگر مسلم ممالک میں مداخلت کی حکمت عملیاں بھی کامیاب نہیں ہو سکیں گی۔ پروفیسر ساجد میر نے اقوام متحدہ سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ایک جنگی تحقیقاتی کمیشن بنائے جس میں عراق پر ہونے والے مظالم کی تحقیقات ہونی چاہئیں۔ جس میں ٹوٹی بلیر کے ساتھ سابق امریکی صدر بوش کو بھی پیش کیا جائے۔

جہاں
ملا نا
مالی
ابو محمد عبدالستار رحمہ اللہ
مرکز الدراسات الاسلامیہ

مسلمان ہلائی میں جنرل فاضل پاکستان
فون: 0300-4178626 - 065-2663317
Email: hammad3316@yahoo.com

احکام و مسائل

نابالغہ کا نکاح

سوال

بچکون ندان اپنی چچی کا چھوٹی عمر میں نکاح کر دیتے ہیں جو آئندہ عائلی زندگی میں کئی ایک خرابیوں کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے۔ یہ شرعی یا باطل ہے؟ اگر اپنی باغی عمر میں نکاح پر راضی نہ ہو تو شریعت میں اس کا کیا حل ہے؟ اس مسئلہ کے متعلق وضاحت سے تحریر کریں۔

جواب

نکاح نے وقت طری کا مقل اور بالغ ہونا چاہیے تاہم یہ ضروری نہیں بلکہ چھوٹی عمر میں بھی چچی کا نکاح کیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا جب وہ ان کی عمر پچیس سال کی تھی اور جب رخصتی ہوئی تو ان کی عمر نو سال تھی ورو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نو سال تک رہیں۔ (بخاری، الکتاب ۵۱۹۹) اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے علامہ شوکانی فرماتے ہیں: ”باپ کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح بلوغت سے پہلے کرے۔“ (فیہ فیہ، ج ۱، ص ۲۵۲) حافظ ابن حجر نے اس بات پر علماء امت کا اجماع نقل کیا ہے۔ (فتح الباری، ج ۱، ص ۲۳۸)

اس مسئلہ میں صرف اس شرط کا اختلاف نقل کیا گیا ہے ان کا کہنا ہے کہ قبل از بلوغ نکاح جائز نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح آپ کی خصوصیت پر معمول ہے لیکن اس اختلاف کی بنیاد ہی دلیل پر نہیں اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت قرار دینا بھی غلط ہے کیونکہ اس کی کوئی دلیل نہیں۔ علماء امت نے اسے عموم پر ہی معمول کیا ہے۔ چنانچہ سرخیل محدثین امام بخاری نے اپنی تصنیف میں اس کے متعلق ہائیں الفاظ عنوان قائم کیا ہے: ”آدمی کا اپنی چھوٹی عمر کی اولاد کا نکاح کرنا۔“ (بخاری، الکتاب باب نمبر ۳۸) پھر انہوں نے ایک قرآنی آیت سے اس مسئلہ کا استنباط کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”(مطلقہ کی عدت تین ماہ ہونے کا حکم) ان کا بھی ہے جنہیں ابھی نکاح نہ آیا ہو۔“ (الطلاق: ۴)

یعنی کسی میں نکاح ہونے کے بعد اگر طلاق ہو جائے تو ایسی بچی کی عدت بھی تین ماہ ہے اس سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صغر سنی میں نکاح جائز ہے۔ ہاں اگر بالغ ہو کر چچی اس نکاح پر راضی نہ ہو تو شریعت نے خیار بلوغ کے ذریعے اسے خلاصی کا حق دیا ہے۔ لیکن یہ خیار بلوغ عرصہ دراز تک قائم نہیں رہتا بلکہ اگر کوئی بالغ بچی اپنے سر پرست کے لیے ہوئے نکاح کو ناپسند کرتی ہے تو اسے چاہیے کہ سن تمیز و شعور کو پہنچتے ہی اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کر دے بصورت دیگر طرفین کی خاموشی سے رضا مندی ہی تصور ہوگی اور خیار بلوغ ساقط ہو جائے گا۔ یہ بھی یاد رہے کہ صرف خیار بلوغ کے استعمال سے نکاح فسخ نہیں ہوتا بلکہ اس سلسلہ میں عدالت کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے۔ اگر عدالت تک رسائی نہ ہو تو سرکردہ آدمیوں پر مشتمل پنچائیت میں اپنا معاملہ پیش کر دیا جائے جب تک اپنی ناپسندیدگی کے اظہار کے بعد عدالت یا پنچائیت فیصلہ نہ کرے نکاح فسخ نہیں قرار دیا جاسکتا۔ کیونکہ اس کے حق کو لازم کرنے اور فریق ثانی کو اس کے حق سے محروم کر دینے کا اختیار صرف عدالت یا اس کے قائم مقام پنچائیت کو ہے۔ واللہ اعلم!

سانپوں کے متعلق ہدایات

سوال

ہمارے گاؤں میں ایک عجیب واقعو رونما ہوا کہ ایک نوجوان گھر میں نمودار ہونے والے سانپ کو مار رہا تھا کہ اچانک بے ہوش ہو گیا اور اس کی پشت اور چہرے پر سیاہ نشانات پڑ گئے نیز سانپ بھی بھاگنے میں کامیاب ہو گیا۔ لوگوں میں مشہور ہے کہ وہ سانپ ایک جن تھا اور اس کی وجہ سے نوجوان بے ہوش ہوا سانپوں کے متعلق ہمیں شرعی ہدایات سے آگاہ کریں۔

جواب

سانپوں کی دو اقسام ہیں: ایک تو وہ سانپ ہیں جو گھروں میں رہتے ہیں انہیں عوام اور ذوات البیوت کہتے ہیں۔ دوسرے وہ سانپ ہیں جو آبادی سے باہر رہتے ہیں۔ آبادی سے باہر رہنے والوں کو مار دینے کا حکم ہے خواہ انسان احرام کی حالت میں ہی کیوں نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک محرم کو مٹی میں براؤد ہونے والے سانپ کو مارنے کا حکم دیا تھا جیسا کہ سیدنا محمد بن سعد بن ابی حنیفہ بیان کرتے ہیں۔ (مسلم، السلام: ۵۸۳۷)

جو سانپ آبادی یا گھروں میں رہتے ہیں ان میں سے دو اقسام ایسی ہیں جنہیں فوراً مار دینے کا حکم ہے:

۱۔ دم بڑیدہ سانپ جسے ”الابتر“ کہا جاتا ہے۔

۲۔ دوہاریوں والا سانپ جسے حدیث میں ذوطقتین کہا گیا ہے۔

ان کو مارنے کی یہ وجہ بتائی گئی ہے کہ یہ دونوں سانپ انتہائی زہریلے اور نقصان دہ ہوتے ہیں ان کی غیر مرئی پھوار سے بیٹائی ختم ہو جاتی ہے اور عورتوں کے مثل ضائع ہو جاتا

ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں اس کی صراحت ہے۔ (مسلم، السلام: ۵۹۲۶)

ان دو قسم کے سانپوں کے علاوہ اگر گھر سے سانپ برآمد ہو تو اس کے متعلق شرعی ہدایات یہ ہیں کہ انہیں تین دن تک وہ گھر چھوڑ دینے کی وارننگ دی جائے اور ان کے رہنے کی جگہ کو تنگ کر کے انہیں گھر سے نکالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اگر تین دن تک گھر نہ چھوڑیں تو انہیں مار دیا جائے۔ اس سے قبل انہیں مارنے سے نقصان کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ بعض اوقات جن بھی سانپ کا روپ دھار لیتے ہیں۔ ممکن ہے کہ گھر میں رہنے والا حقیقی سانپ نہ ہو بلکہ کسی جن نے سانپ کی شکل اختیار کر رکھی ہو۔ اگر تین دن کے دوران نکل جاتے ہیں تو وہ مسلمان جن ہے اور اس نے بات مان کر گھر چھوڑ دیا ہے۔ اگر تین دن وارننگ کے باوجود گھر سے نہیں جاتا تو وہ شیطان اور کافر جن ہے جسے مار دینے کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے۔ (مسلم، السلام: ۵۸۳۹)

اس امر کی وضاحت کرنا بھی ضروری ہے کہ جن انتہائی لطیف جسم کے مالک ہوتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ نے یہ صلاحیت دے رکھی ہے کہ وہ نجابی اجسام میں سے کسی کی بھی شکل اختیار کر سکتے ہیں جب وہ نظر آنے والی صورت اختیار کرتے ہیں تو ان کے لیے مناسب ترین شکل وہی ہو سکتی ہے جو نظر آنے کے باوجود پوشیدہ رہتی ہو سانپ کا جسم اس مقصد کے لیے سب سے مناسب ہے کیونکہ یہ مخلوق بھی اپنے بلوں میں چھپ کر رہتی ہے۔

سوال میں ذکر کردہ واقعہ سے ملتا جلتا ایک واقعہ دور نبوی ﷺ میں رونما ہوا جس کی تفصیل حسب ذیل ہے: ”سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایک نوجوان رہتا تھا جس کی تازہ تازہ شادی ہوئی تھی جب ہم غزوہ خندق کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ خندق کی طرف گئے تو وہ نوجوان دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ سے اجازت لیتا اور اپنے گھر لوٹ آتا تھا۔ ایک دن اس نے اجازت لی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”اپنے ہتھیار کا کر جاؤ مجھے تم پر قریظہ کے حملے کا خطرہ ہے۔ اس نوجوان نے اپنے ہتھیار لیے اور چلا۔ وہ نہ وہاں نہ آیا تو اس کی بیوی دروازے کے پاس کھڑی تھی۔ اس نے نیزے سے اپنی بیوی کو مارنے کی کوشش کی کیونکہ اسے غیرت نے آیا تھا۔ بیوی نے کہا پیٹھ پر حمل ہو کر وہ دیکھو۔ مجھے اس چیز سے کتنے پتھر چھریاں ہیں۔ چنانچہ وہ اپنے کمرے میں گیا تو وہاں ایک بہت بڑا سانپ تھا جو بستر پر کھڑی مارتے بیٹھا ہوا تھا۔ وہ نیزہ دے سانپ کی طرف بڑھا اور سانپ وہاں میں پروں دیا پھر اس نے کمرے کے کونے میں نیزے کو سانپ کے سمیت گاڑ دیا اس دوران سانپ تڑپ کر اس کے اوپر آگرا پھر پتہ نہ چلا۔ دونوں میں سے پہلے دن مر گیا سانپ یا وہ نوجوان۔“ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے جب رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”مدینہ میں کچھ جن تھے جو اسلام لے آئے تھے جب قرآن و حدیث سے کوئی بات دیکھتے تو تین دن تک انہیں خبردار کروا کر اس کے بعد بھی وہ نظر آئیں تو اسے مار دو کیونکہ وہ اسلام نہ لانے والا شیطان ہے۔“ (مسلم، السلام: ۵۸۳۹)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نوجوان نے گھر سے نکلنے والے سانپ کو وارننگ دینے بغیر نشانہ بنایا تھا اس لیے نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔ ممکن ہے کہ سوال میں ذکر کردہ نوجوان سے بے ہوش ہونے کی وجہ بھی یہی ہو۔ اسے جنوں نے زد و کوب کیا ہو اور ایسی ضربیں لگائی ہوں جن سے اس کے چہرے اور پشت پر سیاہ نشان پڑ گئے ہوں۔ ہمیں چاہیے کہ ایسے موقع پر جلدی کرنے کی بجائے شرعی ہدایات و مد نظر رکھا کریں جو پہلے بیان ہو چکی ہیں۔ واللہ اعلم!

آخری آرام گاہ

سوال

قبرستان میں قبر پر جو کتبہ لگے ہوتے ہیں ان پر آخری آرام گاہ لکھا ہوتا ہے کیا قبر وافی انسان کے لیے آخری آرام گاہ ہے؟ کیا اس طرح کے الفاظ لکھنے یا کتبہ جاننا جہنم کی آفتاب و سنت کی روشنی میں اس کی وضاحت کریں۔

جواب

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں اس لیے بھیجا ہے کہ وہ اپنے رب کی عبادت کر کے آخرت کی کامیابی حاصل کرے انسان اپنی حیات مستعار ہے دن پورے راتے بالآخر عالم آخرت کو مدنا رہتا ہے۔ آخرت کی پہلی منزل قبر ہے جسے عامۃ الناس آخری آرام گاہ سے تعبیر کرتے ہیں حالانکہ یہ آخری نہیں بلکہ منزل مقصود ہے۔ پہلی نشان منزل ہے۔ البتہ اس میں انسان واپنی کامیابی یا ناکامی کا پتہ چل جاتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ”قبر جنت کے بانچوں میں سے ایک بانچہ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔“ (ترمذی التبیان: ۲۳۶۰)

قبر آرام گاہ ہونے کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے ہمیں تو اس کے احکام کی بجا آوری کرنا ہے۔ جو انسان اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے دین کو قبول کر کے اسے خود پر نافذ کرتا ہے اس نے متعلق امید کی جاسکتی ہے کہ قبر اس کے لیے آرام گاہ ہو لیکن پورے وثوق سے یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ واقعی اس کے لیے آرام گاہ ہی ہے۔ قبر کے بعد جنت تک پہنچنے کے لیے مدینہ منزل بھی ہیں۔ ان میں میدانِ نبی ﷺ سے اعمال کے وزن پھر دلائل و بائیں باتھ سے اعمال نامے وصول کرنا ہیں۔ ان تمام مراحل سے گزرنے کے بعد پھر جنت اس کی آخری آرام گاہ یا جہنم اس کی آرام گاہ ہونی۔ مرنے کے بعد یہ کہنا کہ انسان اپنی آخری آرام گاہ میں پہنچ گیا ہے درست نہیں کیونکہ قبر کو آخری جگہ قرار دینا باعثِ حشر و نشر اور دیگر مراحل کا انکار کرنا ہے۔ یہ بات تو عام مسلمانوں کو بھی معلوم ہے کہ قبر انسان کے لیے آخری مقام نہیں اور جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ قبر ہی کو آخری ٹھکانہ خیال کرتے ہیں۔ ایک مسلمان کو اس قسم کے الفاظ سے اجتناب کرنا چاہیے جن سے انکارِ آخرت کی بو آتی ہو۔ واللہ اعلم!



زلزلے..... نشانیاں عمرتیں اور احکامات

حزب ————— جناب عمران اسلم

ترجمہ —————

جناب حافظ عبد الحمید ازہر رحمہ اللہ

ایسا تو ہے کہ عذاب سے مراد زلزلے اور زمین میں دھنسا یا جانا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: ”قیامت اس وقت تک قمر نہ دیکھی جائے گا اور زمانہ قریب ہو جائے گا یعنی وقت نہایت تیزی سے گزرنے لگے گا۔“

ہندوستان کی انہی سوس سالہ ساریات میں زلزلے کا ظہور نہیں ہوا، انہوں نے صرف قرآن و سنت سے ذریعے زلزلے سے متعلق نہ تو کوئی حدیث پر ایمان لائے اور تصدیق کی کہ وہ اللہ کی ایک نشانی ہے نہ وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے جیتے۔

فی زمانہ زلزلوں کی شدت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کی طرف واضح اشارہ ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے قریب زلزلوں کی شدت کا تذکرہ فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے پھٹ جانے والی زمین کی قسم کھائی

ہے۔ چودہ سو سال قبل پھٹ جانے والی زمین سے متعلق کسی کو کچھ خبر نہ تھی لیکن گذشتہ صدی میں مہم ارضیات سے ماہرین نے اس کا کھون اکا لیا۔ سائنسدانوں نے وہاں زمین کے اندر ایک بہت بڑا شگاف دیکھا۔

سائنسدانوں کے نزدیک دنیا میں ہونے والے زیادہ تر زلزلوں کا مرکز یہی مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا پھٹ جانے والی زمین کی قسم کھانا ایک نذر ہے اور یہ اس بات پر بھی دلالت کرتا ہے کہ بے دینوں کو درست راہ دکھائی جائے اور جو دریافت انہوں نے اب کی ہے اس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ چودہ سو سال قبل کر چکے ہیں۔ یہ اس بات کی طرف بھی واضح اشارہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین ذاتی خواہشات پر مبنی نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے کی جانے والی وحی پر مشتمل ہیں۔

ارشاد ربانی ہے:

ی بدلت انہیں ایک احساس رہے نیز آرزوئہ ایام میں اللہ رب العزت والجلال کا مختلف امتوں سے سلوک بھی نہیں یاد رہتا۔ اس ضمن میں ایسی ایسی مثالیں گزر چکی ہیں کہ آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جاتی ہیں۔ اسی طرح ان کے اذہان میں وہ بھی تازہ رہتا ہے جو الصادق المصدوق نے مختلف زمانوں میں ہونے والے واقعات کے بارے میں پیش گوئیاں فرمائیں۔

قرآن و سنت میں اللہ تعالیٰ کی جن نشانیوں کا تذکرہ ہوا ہے، ان میں سے ایک نشانی زلزلے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں زلزلے کی قسم کھائی ہے۔ فرمایا:

﴿وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ وَالْأَرْضِ ذَاتِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی تا آنکہ علم اٹھالیا جائے گا، بکثرت زلزلے ہوں گے اور زمانہ قریب ہو جائے گا یعنی وقت نہایت تیزی سے گزرنے لگے گا۔“

الصَّلْحِ إِنَّهُ لَقَوْلُ فَصْلٍ وَمَا هُوَ بِالْهَيْلِ﴾ (الطارق 11-14)

”بارش والے آسمان کی قسم! اور بیٹھنے والی زمین کی قسم ابے شک یہ قرآن اللہ تعالیٰ کا دونوں فیصلہ کرنے والا کلام ہے۔ یہ ہنسی کی اور بے فائدہ بات نہیں۔“ مزید فرمایا:

﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِن تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبَسَكُمْ

شَيْعًا وَيُؤْتِيَنَا بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ﴾ (الانعام 65)

”آپ کہیے کہ اس پر بھی وہی قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیج دے یا تمہارے پاؤں تلے سے یا کہ تم کو گروہ گروہ کر کے باہم بھڑا دے۔“

مفسرین کے نزدیک آیت میں موجود تمہارے

تذکرہ ہے۔ بعد ارشاد باری مالی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا بِرِسَالِهِ

لِئَلَّامُتَ لَكُمْ بِكُلِّ مَوْعِدٍ مِّنْ حَيْثُ هُمْ لَا يَأْتُونَ بِآيَةٍ إِلَّا هِيَ أَكْبَرُ مِنْ حَيْثُ كَانُوا يُكَذِّبُونَ﴾ (البقرہ 28)

”اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لالو، اللہ تعالیٰ اپنی رامت کا نام اللہ کے کا اور تمہیں نور عطا فرمائے گا جس کی روشنی میں تم پتہ چرے گے اور تمہارے انہ بھی معاف فرمائے گا۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

اللہ کے بندوں کو ہر چیز کا خوف و امید، عطا ہونا اور چھٹنا، تندرستی اور بیماری لوگوں کی زندگی کا لازمی حصہ ہے۔ لوگ یا تو جانی اور نفوت سے بھارے ہوتے ہیں یا برائی اور ناچند یہ چیز سے ڈرتے ہوتے ہیں۔ لوگوں کا یہ خوف اور امید ان کے دین، جان، اموال اور ان کی عزتوں سے متعلق ہوتا ہے۔ لوگ ہدایت کی طلب میں ہوتے اور گمراہی سے خائف رہتے ہیں۔ وہ زندگی کی امید رکھتے اور ناحق موت سے ڈرتے ہیں۔ لوگ ظاہری اور معنوی طور پر قتل کی سلامتی چاہتے اور قتل میں کسی بھی قسم کے فتنے سے ڈرتے ہیں۔ خوف و امید ان کی صورت لوگوں کے اموال اور عزتوں میں بھی کار فرما ہے۔ لوگ فطری طور پر حیات بخش بارش کی امید رکھتے اور برباد کر دینے والے طوفان سے ڈرتے ہیں۔ اسی طرح خوشنویاں دینے والی ہواؤں کی امید لگاتے اور ڈرنے والی ہواؤں سے خوف کھاتے ہیں۔

قتل و غرور سے بہرہ مند لوگ کائنات میں کار فرما اللہ تعالیٰ کی حکمتوں کا ادراک رکھتے ہیں اور وہ جو وقت فوقتاً آیات اور نشانیاں ظاہر فرماتا ہے وہ اس لیے ہیں تاکہ ان کے دلوں میں باری تعالیٰ پر ایمان موجزن رہے اور اس

فَصَلُّ رَحْمَةً (الاعلیٰ)

”بے شک وہ مراد کو پہنچ گیا جو پاک ہوا اور اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔“

اللہ کے بندو! دین اسلام میں زلزلوں کا اعتبار کیا

گیا ہے۔ ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ جہانی کے ایسے ظاہری اسباب اختیار کرے جو اللہ کی طرف سے جہانی اور خیر کے موجب ہوں اور ان پر اسباب کو ترک کر دے جو اللہ کی طرف سے شر کے موجب ہوں۔

اسی طرح زلزلے کی صورت میں توبہ و استغفار اور صدقہ و خیرات کا اہتمام کرنا چاہیے، بعض اہل علم سے ایسے موقع پر انفرادی نماز ثابت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے کہ انھوں نے زلزلہ آنے پر بصرہ میں نماز ادا کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”یہی امت زمرہ کی

ہے۔ اس کے لیے آخرت میں عذاب نہیں ہو گا، اس

امت کا عذاب دنیا میں نفع،

زلزلے اور قتل و غارت کی صورت

میں ہے۔ اس حدیث سے مراد یہ

ہے کہ امت محمدیہ و آخرت میں

اجتماعی طور پر عذاب نہیں ہو گا البتہ

انفرادی طور پر ہو سکتا ہے۔

اللہ کے بندو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اس سے

معافی اور اس کی رحمت طلب کرو، اور اس سے غلبہ سے

ڈرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے لیکن جہولان نہیں اور

ظالم کو وکیل دیتا ہے لیکن جب اس کو پکڑ لیتا ہے تو پکڑ

کوئی راستہ نہیں ہوتا۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُضِلَّ الْقَوْمَ بِظُلْمٍ وَأَنَّكَ

مُصْلِحُونَ (دھند)

”اور تمہارا پروردگار ایسا نہیں کہ ہستیوں کو جب کہ

وہاں کے باشندے نیوکار ہوں اڑا دے، ظلم تھا۔

کر دے۔“

انفرادی اور اجتماعی سطح پر نفس کی اصلاح سے ساتھ

اللہ کی طرف رجوع کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت ہستیوں

سے ہلاکت کی نفی کی ہے جب اس کے رہنے والوں میں

اپنی اصلاح کی کچی لکھن ہو۔ ہلاکت کا ایک موجب نیست

سے اعراض اور اصلاح سے دامن بچانا ہے۔ قارون کو بھی

الہی میں لگا رہتا ہے پھر بھی اسے خوف اور دھڑکا لگا رہتا ہے جبکہ گناہگار نافرمانیاں کرنے کے باوجود مطمئن ہوتا ہے۔ ”یہی وہ (گناہگار) شخص ہے جو اللہ کی تدبیر سے مطمئن زندگی گزار رہا ہوتا ہے۔“

ائمہ کرام نے ذکر کیا ہے کہ زلزلے ان نشانیوں میں سے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خوف دلایا ہے۔ جیسا کہ انھیں گربن وغیرہ سے ڈرایا ہے تاکہ انھیں زمین کا، ان کے جانوروں، کھیتوں، مال و متاع اور گھروں کے لیے استقرار اور تھمنے کی نعمت کا احساس ہو اور انھیں یہ ادراک ہو کہ زمین میں دھنسا یا جانا، زلزلہ آنا اور زمین کا توازن بگڑنا یا تو ایک آزمائش ہے یا پھر امتحان یا پکڑ یا ڈراوا۔ جیسا کہ قوم ثمود کو زلزلے نے آلیا اور قارون کو زمین میں دھنسا دیا گیا۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب آندھی کے وقت

خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب آندھی کے وقت خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا ضروری ہے تو زلزلے اور اس طرح کی دیگر نشانیوں کے ظہور کے وقت تو بالاولیٰ توبہ کرنی چاہیے۔ بلاشبہ نصوص والہمت کتاب میں کہ زلزلوں کی کثرت قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں کوفہ میں زلزلہ آیا۔ آپ عیسیٰ نے فرمایا:

”اے لوگو! بے شک تمہارا رب چاہتا ہے کہ تم اس

کو راضی کر لو اور اس سے توبہ و استغفار کرو۔“ یعنی

توبہ کے ذریعے اس کی طرف رجوع کرو۔ ”اس

سے توبہ کرو اس سے پہلے کہ اسے پروا ہی نہ ہو کہ

تم کس وادی میں ہلاک کر دیے گئے۔“

شام میں زلزلہ آیا تو عمر بن عبدالعزیز نے اہل شام

کو لکھا: ”وہاں سے نکل جاؤ اور تم میں سے جس کے پاس

صدقہ کرنے کی استطاعت ہے وہ ضرور صدقہ کرے۔ اللہ

تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ ۖ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ

”اللہ تعالیٰ پر ایمان آؤ اور اس کے نبی امی پر جو اللہ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کا اتباع کرو تا کہ تم راہ راست پر آ جاؤ۔“ (الاعراف: ۱۵۸)

تاریخ اسلام میں سب سے پہلا زلزلہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں آیا۔ حضرت صفیہ بنت عیینہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: ”یہاں تک کہ چار پائیاں ملنے لگیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور فرمایا: تم پر زلزلہ آیا ہے، دراصل تم بدل گئے ہو اور تم نے بہت جلدی کی ہے۔ اگر زلزلہ دوبارہ آیا تو میں تمہارے درمیان سے چلا جاؤں گا۔ ایک روایت کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم نے جو (خطا) کا شروع کر دیا ہے، ان کی وجہ سے یہ زلزلہ آیا ہے۔ اس ذات کی قسم جس سے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر زلزلہ دوبارہ آیا تو میں تمہارے درمیان کبھی نہیں رکوں گا۔“

اللہ کے بندو! بلاشبہ زلزلے اللہ کی نشانیوں میں سے نشانی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی کامل رحمت کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں۔ زلزلے سے پہلے اور بعد میں ان کا اسم کا فرما ہوتا ہے۔ وہ

جو بے تحقیق کرتا اور نیت چاہے اختیار کرتا ہے، وہ اپنے

بندوں پر بہت نرم کرنے والا ہے۔ اس کی رحمت اس کے

غضب پر حاوی ہے بلکہ اس کی رحمت تو ہر چیز سے بڑی

ہے، لیکن اس کا یہ مطلب یہ نہیں کہ اس کے ثواب پر ہی

تعلیہ کر کے بیٹھ رہا جائے اور اس کی سزا کو فراموش کر دیا

جائے۔ ایسا نہ ہو کہ اس کی رحمت تو خوب یاد رہے لیکن اس

کا غصہ حاشیہ خیال میں بھی نہ آئے اور ایسا نہ ہو کہ اس کا

منو، ورنہ زہنی دشمن نہیں ہو اور اس کی تدبیر سے تعافل برتا

جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ”یا ہستیوں کے رہنے

والے اس سے بے خوف ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب رات کو

واقع ہو اور وہ (بے خبر) سو رہے ہوں اور کیا اہل شہر اس

سے نڈر ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے آنا زلزل ہو اور

وہ حیل رہے ہوں، یا یہ لوگ اللہ کی تدبیر کا ذریعہ رکھتے

(سن لو کہ) اللہ کے داؤ سے وہی لوگ نڈر ہوتے ہیں جو

خسارہ پانے والے ہوں۔“ (الاعراف: ۹۷-۹۹)

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں: ”مومن طاعت

ہے کہ صبح ہوئی تو میرے کچھ بندے مجھ پر ایمان لائے اور کچھ میرے منکر ہوئے، جس نے کہا کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہمارے لیے بارش ہوئی تو وہ میرے ایمان ہے اور ستاروں کا منکر۔ اور جس نے کہا کہ فلاں تارک کے فلانی جگہ پر آنے سے بارش ہوئی تو وہ میرے منکر ہے اور ستاروں پر ایمان لانے والا۔

بارش، جو اللہ کی ایک تکوینی سنت ہے جس نے لیے استسقاء کی نماز اور دعا شروع ہے، اس کے باوجود ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو اس کو مادی اسباب تک محدود سمجھتے ہیں اور اس کی جادہ قتل یہ ماننے کے لیے آمادہ نہیں ہوتی کہ اس میں عبرت، ثواب و عقاب اور آزمائش کا پہلو بھی مضمر ہو سکتا ہے۔

اس پر کوئی تعجب نہیں، کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے:

مِنْ لِّكَ الَّذِينَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَيْدُكَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ ۚ وَ لَوْ جَاءَتْهُمْ كُلُّ آيَةٍ حَتَّى يَبْرُكُوا

الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ ۚ (یونس)

”جس لوگوں کے بارے میں اللہ کا حکم (عذاب) قرار پا چکا ہے وہ ایمان نہیں لانے کے جب تک کہ عذاب الیم نہ دیکھ لیں

خواہ ان کے پاس ہر (طرح کی) نشانی آجائے۔“

مزید فرمایا:

وَمَا تُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِفًا ۚ (الاسراء)

”ہم نشانیاں اسی لیے تو بھیجتے ہیں کہ لوگ انہیں دیکھ کر ڈریں۔“

اے اللہ! ہمارے کمزور دینی بھائیوں کی ہر ملک میں مدد فرما۔ اے اللہ! دشمن پر ان کی مدد فرما۔ اے اللہ! ظالموں پر ان کی مدد فرما۔ اے اللہ! اے عزت و اکرام والے! بغیر دیر کیے ان کی جلدی مدد فرما۔ اے عزت و اکرام والے! برما، فلسطین اور شام میں ہمارے بھائیوں کی دشمنوں پر مدد فرما۔

اے اللہ ہم سے غلو، وبا، سود، زلزلوں اور آزمائشوں کو دور کر دے۔ اے جہانوں کو پالنے والے رب! اے عزت و جلال والے! اس شہر مکہ کو خصوصاً اور بالعموم مسلمانوں کے تمام شہروں کو ظاہری اور باطنی فتنوں کے شر سے محفوظ فرما۔ آمین یا رب العالمین!

رحمت ہے اور یہی سیدھے راستے پر ہیں۔“

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ آزمائش اور خوف سے جسے ڈرایا گیا تو اس کا نتیجہ بہت اچھا نکلا۔ مثلاً جو شخص اللہ کو یاد کرتا اور اس کی طرف رجوع کرتا ہے تو اس کے لیے ہدایت ثابت ہو جاتی ہے۔ اللہ کی طرف سے ڈراوا آنے میں زمان و مکان کی کوئی قید نہیں۔ نبی کریم ﷺ کا زمانہ سب سے بہترین زمانہ تھا، اس میں بھی سورج گرہن ہوا اور آپ ﷺ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ سورج گرہن کے ذریعے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔

دوسری طرف افکار میں پراگندگی، علم اور اللہ پر ایمان کی کمزوری کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ زلزلے کی صورت میں صرف طبعی تبدیلیوں کو ان کا سبب قرار دیا جائے اور اس کے پیچھے کارفرما حکمت کو سرے سے فراموش کر دیا جائے۔ یہ باور کر لیا جائے کہ اس میں نہ تو ایمانیات کا کوئی دخل ہے اور نہ اس سے رقت قلب اور خشوع کا کوئی تعلق

اگر زلزلوں کے ظاہری اسباب ہی کو ملح نظر بنالیا جائے تو آزمائش، امتحان اور پکڑ کا تصور کہاں جائے گا؟

ہے۔ ان لوگوں کو تو چھوڑیے جو اللہ کی نشانیوں کے ذریعے نصیحت کرنے والوں کا مذاق اڑاتے ہیں اور انہیں پسماندہ، رجعت پسند اور ہر چیز میں دین کے بے جا طور پر داخل کرنے والے قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ زلزلوں کا سبب معلوم ہو چکا اب ان کو سزا یا ابتلا یا آزمائش قرار دینا کس طرح روا ہے۔ اگر زلزلوں کے ظاہری اسباب ہی کو ملح نظر بنالیا جائے تو آزمائش، امتحان اور پکڑ کا تصور کہاں جائے گا؟

آئیے ہم جائزہ لیتے ہیں کہ ان میں سے کون سی سوچ درست ہے۔ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت زید بن خالد الجہنی سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں حدیبیہ میں صبح کی نماز پڑھائی، اسی رات بارش ہوئی تھی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے لوگوں کی طرف منہ کیا اور فرمایا: معلوم ہے، تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں (آپ ﷺ نے فرمایا کہ) تمہارے رب کا ارشاد

اس وقت تک زمین میں نہیں دھنسا یا گیا جب تک اس کو یہ نہ جا کیا:

لَا تَفْخُخُ ۚ (المقصص 76)

”اتراؤ مت“

لیکن اس نے تکلیف کیا اور اہل شہر کو بھی اس وقت تک زلزلہ نے آ نہیں پکڑا جب تک انہوں نے نصیحت کا برا نہیں مانا۔ اللہ تعالیٰ نے امتوں کو اپنے اس فرمان کے ساتھ خیر دار کیا ہے:

وَ كَذَلِكَ أَخْذُ رَبِّكَ إِذَا أَخَذَ الْقُرْآنَ وَ هُوَ ظَالِمٌ إِنَّ أَخْذَهُ إِلَيْهِمْ شَدِيدٌ ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْآخِرَةِ ۚ ذَلِكَ يَوْمٌ مَّجْزُؤُهُ أَتَى النَّاسَ وَ ذَلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُودٌ ۚ (ہود)

”اور تمہارا پروردگار جب نافرمان بستیوں کو پکڑا کرتا ہے تو اس کی پکڑ اسی طرح کی ہوتی ہے۔ بیشک اس کی پکڑ دکھ دینے والی اور سخت ہے۔ ان (قصوں) میں اس شخص نے لیے جو عذاب آخرت سے ڈرے مہرت ہے۔ یہ وہ دن ہوگا جس میں سب لوگ اکٹھے کیے جائیں گے اور یہی وہ دن ہوگا جس میں سب (اللہ کے روبرو) حاضر کیے جائیں گے۔“

دوسرا خطبہ

حمد و ثناء کے بعد! قوموں کو خوف دلانے کے اللہ تعالیٰ کے کچھ طریقے ہیں: ①۔ وہ جنگوں کے ذریعے امت کو خوف دلاتا ہے۔ ②۔ نقض امن کے ذریعے سے ③۔ مالوں، جانوں اور پھلوں میں کمی کے ذریعے سے اور ④۔ فتنوں اور زلزلوں وغیرہ کے ذریعے سے۔

اللہ کے بندو! پھر اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے:

وَبَشِّرِ الضَّالِّينَ ۚ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۚ وَلَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَواتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۚ وَلَئِكَ هُمُ الْمُفْتَخُونَ ۚ (البقرة)

”تو صبر کرنے والوں کو (اللہ کی خوشنودی کی) بشارت سنا دو، ان لوگوں پر جب کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کا مال ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی مہربانی اور

زلزلے..... قرب قیامت کی نشانیاں

تحریر: جناب رانا شفیق خاں پسروری

سورہ اعراف آیت نمبر 97، 98، 99 میں فرمایا: ”کیا شہروں میں بسنے والوں کو اس بات کی امان مل گئی ہے کہ ہمارا عذاب راتوں رات نازل ہو اور وہ پڑے سوتے ہوں؟ یا انہیں اس بات سے امان مل گئی ہے کہ دن دہارے عذاب نازل ہو جائے اور وہ کھیل کود میں مصروف ہوں؟ کیا انہیں اللہ کی مخفی تدبیروں سے امان مل گئی ہے؟ تو یاد رکھو! اللہ کی مخفی تدبیروں سے بے خوف نہیں ہو سکتے مگر وہی جو تباہ ہونے والے ہیں۔“

سورہ نور آیت نمبر 63 میں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) مخاطب کر کے (ارشاد ہوا:

”تم لوگ رسول کے بلائے کو ایسا نہ جاننا جیسا تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو۔ بلاشبہ اللہ

ہم سوچیں کہ یہ زلزلے کہیں اللہ رب العزت کے غیظ و غضب کی علامت تو نہیں؟ ہمارا مولا ہمارا رب ہم سے ناراض تو نہیں؟ ہمارا ہمارے مالک سے تعلق ٹوٹا ہوا یا کم زور تو نہیں؟

تعالیٰ کو علم ہے ان لوگوں کا جو آنکھ بچا کر نکل جاتے ہیں۔ پس ان لوگوں کو جو آپ ﷺ کی حکم مدولی کرتے ہیں بچ جانا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی آفت نہ آجائے یا ان کو دردناک عذاب پہنچے۔“

سورہ توبہ آیت نمبر 23 اور 24 میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (اور مومنوں) کو مخاطب کر کے فرمایا:

”اے مومنو! تمہارے باپ اور بھائی ایمان کے مقابلے میں کفر کو عزیز رکھیں تو تم انہیں اپنا رفیق اور پیارا نہ بناؤ جو کوئی بنائے گا وہ (اپنے آپ پر) ظلم کرنے والا ہے۔ کہہ دو! اگر ایسا ہے کہ تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہاری برادری، تمہارا مال جو تم

ایک بار پھر زلزلے نے ہلا کر رکھ دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت انسان کو گاہے گاہے تنبیہ کرتا رہتا ہے کہ ”اس کو بھول کر دنیا کی رکاوٹوں میں کھو جانے والے اس کی طرف لوٹ آئیں۔“

اس بار کا زلزلہ اپنی شدت میں پچھلے زلزلوں سے کہیں زیادہ شدید تھا۔ اب تک اڑھائی سو کے قریب بلاتوں اور بے شمار کے زلزلے کی اطلاعات ہیں جبکہ مالی نقصان کا اندازہ ابھی ممکن نہیں۔ زلزلے کے فوراً بعد سے دینی و سیاسی تنظیمیں اور سرکاری ادارے متاثرین کے لیے اپنی سی کوشش کر رہے ہیں۔ ان کوششوں میں عوام خواص کو ایک اور کوشش بھی کرنی چاہیے اور وہی سب سے اہم ہے کہ ”ہم سوچیں کہ یہ زلزلے کہیں اللہ رب العزت کے غیظ و غضب کی علامت تو نہیں؟ ہمارا مولا ہمارا رب ہم

سے ناراض تو نہیں؟ ہمارا ہمارے مالک سے تعلق ٹوٹا ہوا یا کم زور تو نہیں؟“

قرآن پاک کی سورہ اعراف اور سورہ عنکبوت میں قوم شمود اور قوم شعیب پر زلزلوں کے عذاب کا تذکرہ ہے اور الفاظ ہیں:

فَاَخَذْنَاهُمُ الرِّجْفَ فَاَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جِثْمِينَ

یعنی ”ان کو زلزلہ نے آلیا اور جب ان پر صبح ہوئی تو وہ گٹھروں میں اوندھے پڑے تھے۔“

سورہ عنکبوت آیت نمبر 40 میں فرمایا:

”پھر ہر ایک کو ان کے گناہوں کے باعث ہم نے پکڑا، ان میں سے بعض پر ہوا کے ساتھ پتھر برسائے، بعض کو سخت چیخنے پکڑنے کے باعث ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور بعض کو غرق کر دیا۔ اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا، یہ لوگ خود اپنے اوپر ظلم ڈھاتے تھے۔“

نے کیا، تمہاری تجارت جس کے مندا پڑ جانے سے ڈرتے ہو تمہارے رہنے کے مکانات جو تمہیں پسند ہیں (یہ ساری چیزیں) تمہیں اللہ اس کے رسول اور جن سے زیادہ پیاری ہیں تو انتظار کرو اللہ کے ”امر“ کا (آزمائش) فتنے یا انتباہ میں سے بچو گا) اللہ فاسقوں پر (سنجھنے کی) راہ نہیں کھولتا۔“

سورہ مائدہ آیت نمبر 21 میں فرمایا:

”اور ہاں! ہم انہیں بڑے عذاب سے پہلے چھوٹا عذاب چکھاتے ہیں تاکہ وہ (ہماری طرف) لوٹ آئیں۔“

ابوداؤد کی حدیث ہے (بومشکوۃ المصابیح میں بھی

منقول ہے) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”میرے امت نبی امتوں کی طرح مکمل تباہ و برباد نہیں ہوں، اب اس میں فتنے زلزلے اور قتل و غارت گری ہوگی۔“

ترمذی شریف کی روایت ہے:

آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب قومی خزانے کو اپنی ملکیت امانتوں کو مال غنیمت جان لیا جائے۔ زکوٰۃ کو تاوان سمجھا جائے، بیوی کی اطاعت اور ماں کی نافرمانی ہو، باپ کا احترام نہ ہو اور دوستوں سے اچھا سلوک ہو گا، بھانے والیوں کی کثرت اور موسیقی کی بہتات ہو، امانتیں نا اہلوں کے سپرد کی جائیں، شراب اور جوا عام ہو جائے، مسجدوں سے آوازیں اونچی ہوں (جھگڑے شروع ہو جائیں) تو لوگوں کو زلزلوں اور آفات کا انتظار کرنا چاہیے۔“

قرآن پاک میں ہے کہ

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيُّدِي النَّاسِ

”خشکی اور تری میں جو بھی بگاڑ ظاہر ہو وہ لوگوں کے کیے کا نتیجہ ہے۔“

زلزلہ کی سائنسی توجیہ کچھ بھی ہو آتا تو یہ بہر حال قدرت الہی اور حکم الہی ہی سے ہے اس لیے اہل ایمان اس کو لوگوں کے لیے مالک کی طرف سے تنبیہ ہی سمجھتے ہیں۔ جبکہ بعض لوگوں نے اس تباہ کن زلزلے کو قیامت کی

تفصیلات لوگوں کے سامنے نہ ہوں تو دجال سے امام فریب میں پھنس جانے کا قوی اندیشہ تھا۔ ایدنا میں مدینہ کا حلیہ اور دیگر تفصیلات بھی اس لیے نہ دے رہی تھیں۔ کوئی بوالہوس اگر ”مست موعود“ ہونے کا دعویٰ کر دیتے تو اس کے مکر و فریب کا پردہ چاک کیا جاسکتا اور جب وہ تشریف لائیں تو ان کو باستانی چین کر مسلمان ان کے جہنم تلے دجال سے جہاں کر سکیں۔ اتنی کثیر علامات اور ان کی تفصیلات سے بعض اوقات قاری یہ توقع بھی کرنے لگتا ہے کہ واقعات کی نمایاں علامتوں قیامت کا ٹھیک ٹھیک زمانہ متعین کرنے میں کامیاب ہو جائے گا لیکن نہ ایسا ہوا ہے نہ ہو سکے گا۔ قرآن حکیم کا واضح ارشاد ہے کہ

يَوْمَ لَا تَنْبِتُ لَكُمْ اِلَّا بَعْتُهُ

”قیامت تم پر اچانک آجائے گی۔“

وجہ یہ ہے کہ اول تو بہت سی علامتوں میں ترتیب

ہی کا ادرار نہیں ہوتا کہ وصال و اقامت پسند اور کونسا بعد میں ہوگا اور جن واقعات کی ترتیب ان آیات میں بیان کر دی گئی ہے ان میں بھی متعدد مقامات پر یہ پتہ چلتا ہے کہ دونوں واقعات کے درمیان کتنے

زمانہ کا فاصلہ ہے۔ پھر بہت سی آیات میں ایسا اجمال ہے کہ ان کی مزید تحقیق طور پر متعین نہیں ہوتی حتیٰ کہ بعض مقامات پر پڑھنے والے کو تعارض کا شبہ ہونے لگتا ہے حالانکہ وہاں اجمال ہے تعارض نہیں۔ قرآن حکیم میں جو علامات قیامت ارشاد فرمائی گئیں وہ زیادہ تر ایسی علامات ہیں جو بالکل قرب قیامت میں ظاہر ہوں گی اور آنحضرت ﷺ نے احادیث میں قریب اور دور کی چھوٹی بڑی ہر قسم کی علامات بیان فرمائیں۔

علامہ محمد بن عبدالرسول برزنجی (متوفی ۱۰۴۰ھ) نے اپنی کتاب ”الاشیاء الاشارة الساعۃ“ میں علامات قیامت کی تین قسمیں بیان کی ہیں (۱) علامات بعیدہ (۲) علامات متوسطہ جن کو علامات صغریٰ بھی کہا جاتا ہے۔ (۳) علامات قریبہ جن کو علامات کبریٰ بھی کہا جاتا ہے۔

علامات بعیدہ: وہ ہیں جن کا ظہور کافی پہلے ہو چکا ہے ان کو ”بعیدہ“ اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان کے اور قیامت کے درمیان نسبتاً زیادہ فاصلہ ہے۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ کی وفات، جنگ صفین وغیرہ۔ یہ سب واقعات

خطبہ دیتے رہے یہاں تک کہ عصر کا وقت ہو گیا پھر آپ ﷺ نے اتر کر نماز پڑھی اور پھر منبر پر تشریف لے گئے اور ہمیں خطبہ دیتے رہے یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا پس آپ ﷺ نے ہمیں (اس خطبہ میں) ان اہم واقعات کی خبر دی جو ہو چکے اور جو آئندہ ہونے والے ہیں۔ پس ہم میں سے جس کا حافظ زیادہ قوی تھا وہی ان واقعات کو زیادہ جاننے والا ہے۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اس قیام میں آپ ﷺ نے قیامت تک ہونے والا کوئی اہم واقعہ نہیں چھوڑا جو ہمیں نہ بتلایا ہو جس نے یاد رکھا یاد رکھا جو بھول گیا وہ بھول گیا میرے یہ ساتھی بھی یہ بات جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ہمیں جن واقعات کی خبر دی ان میں سے جو میں بھول گیا ہوں وہ بھی جب رونما ہوتا ہے تو مجھے یاد آ جاتا ہے جیسے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”میری امت پہلی امتوں کی طرح مکمل تباہ و برباد نہیں ہوگی، البتہ اس میں فتنے، زلزلے اور قتل و غارت گری ہوگی۔“

کوئی آدمی جب غائب ہو تو آدمی اس کا چہرہ بھول جاتا ہے پھر جب نظر پڑتی ہے تو وہ یاد آ جاتا ہے۔

امت نے آنحضرت ﷺ کی دیگر احادیث کی طرح علامات قیامت کی حدیثیں بھی محفوظ رکھنے اور آئندہ نسلوں تک پہنچانے کا بڑا اہتمام کیا حتیٰ کہ بچوں کو ابتدائے عمر ہی سے یہ احادیث یاد کروائی جاتی تھیں۔ کتب حدیث میں اس باب کی احادیث کا ایک عظیم ذخیرہ محفوظ ہے جو نسلاً بعد نسل حفظ و روایت کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے۔

یوں تو حدیث کی کوئی جامع کتاب ان احادیث سے خالی نہیں مگر اکابر محدثین نے اس موضوع پر مستقل تصانیف چھوڑی ہیں ایک ایک علامت پر بھی مستقل تصانیف موجود ہیں۔ علامات قیامت میں بعض واقعات کی تو اتنی تفصیلات ملتی ہیں کہ بہت چھوٹی چھوٹی چیزوں کی نشاندہی بھی موجود ہے۔ مثلاً فتنہ دجال اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کے دور کی اتنی تفصیلات بیان فرمادی گئیں کہ کسی دوسری علامات میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ وجہ یہ ہے کہ فتنہ دجال مومنین کے ایمان کی نہایت کڑی آزمائش ہوگا اگر اس کی

نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ”علامات قیامت“ کا بھی کچھ تذکرہ کر دیا جائے۔ (یہ ہمز رفیع عثمانی صاحب کی کتاب سے اخذ کر رہے ہیں۔) ”قیامت صور اسرافیل کی اس خوفناک چیخ کا نام ہے جس سے پوری کائنات زلزلہ میں آجائے گی اس بعد یہ زلزلہ کے ابتدائی جھٹکوں ہی سے دہشت زدہ ہو کر دودھ پلانے والی مائیں اپنے دودھ پیتے بچوں کو بھولی جائیں گی حامد مورقوں کے حمل ساقط ہو جائیں گے۔ اس چیخ اور زلزلہ کی شدت دم بدم بڑھتی جائے گی جس سے تمام انسان اور جانور مرنے شروع ہو جائیں گے یہاں تک کہ زمین و آسمان میں کوئی جاندار زندہ نہ بچے گا۔ زمین پھٹ پڑے گی پہاڑ دھنسی ہوئی روٹی کی طرح اڑتے پھریں گے ستارے اور سیارے ٹوٹ ٹوٹ کر گر پریں گے آفتاب کی روشنی فنا اور پورا عالم تیرہ و تار ہو جائے گا

آسمانوں کے پرچے اڑ جائیں گے اور پوری کائنات موت کی آغوش میں چلی جائے گی۔

اس عظیم دن کی خبر تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کو دیتے آئے

تھے مگر رسول خدا محمد مصطفیٰ ﷺ نے آکر یہ بتایا کہ قیامت قریب آچکی اور میں اس دنیا میں اللہ کا آخری رسول ﷺ ہوں۔ قرآن پاک میں قیامت کا متعدد جگہ تذکرہ ہوا ہے۔

قیامت کی علامات انبیاء سابقین علیہم السلام نے بھی اپنی اپنی امتوں کو بتائی تھیں اور رسول اکرم ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی آنے والا نہ تھا۔ اس لیے آپ ﷺ نے اس کی علامات سب سے زیادہ تفصیل سے ارشاد فرمائیں تاکہ لوگ یوم آخرت کی تیاری کریں اعمال کی اصلاح کر لیں اور نفسانی خواہشات و لذات میں انہماک سے باز آجائیں۔ آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو افراد اور اجتماعاً کبھی اختصار اور کبھی تفصیل سے ان علامات کی تعلیم فرماتے رہے آپ ﷺ نے ان کی تبلیغ کا کتنا اہتمام فرمایا اس کا کچھ اندازہ صحیح مسلم کی ان روایتوں سے ہوگا۔

ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر چڑھ کر ہمارے سامنے خطبہ دیا یہاں تک کہ ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا پس آپ ﷺ نے اتر کر نماز پڑھی پھر منبر پر تشریف لے گئے اور ہمیں

اور قرآن وحدیث علامات قیامت میں سے ہیں اور ظاہر ہو چکے ہیں۔

علامات متوسطہ: وہ ہیں جو ظاہر تو ہو گئی ہیں لیکن ابھی انتباہ کو نہیں پہنچیں ان میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے اور ہوتا جائے گا یہاں تک کہ تیسری قسم کی علامات ظاہر ہونے لگیں گی۔ علامات متوسطہ کی فہرست بھی بہت طویل ہے:

مثلاً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ دین پر قائم رہنے والے کی حالت اس شخص کی طرح ہوگی جس نے انگارے کو اپنی مٹھی میں پکڑ رکھا ہو۔ دنیاوی اعتبار سے سب سے زیادہ نصیبہ درودہ شخص ہوگا جو خود بھی کمینہ ہو اور اس کا باپ بھی کمینہ ہو پذیر بہت اور امانت دار کم ہوں گے قبیلوں اور قوموں

کے بیزار منافق رذیل ترین اور فاسق ہوں گے بازاروں کے رکھیں فاجر ہوں گے پولیس کی کثرت ہوگی (جو ظالموں کی پشت پناہی کرے گی) بڑے عہدے نامیوں کو ملیں گے لڑکے حکومت کرنے لگیں گے تجارت بہت پھیل جائے گی یہاں

تک کہ تجارت میں عورت اپنے شوہر کا ہاتھ بٹائے گی مگر سہا بازار ی ایسی ہوگی کہ نفع حاصل نہ ہوگا۔ ناپ تول میں کمی کی جائے گی، لکھنے کا رواج بہت بڑھ جائے گا، مگر تعلیم محض دنیا کے لیے حاصل کی جائے گی۔ قرآن کو گانے باجے کا آلہ بنالیا جائے گا۔ ریاء، شہرت اور مالی منفعت کے لیے گا گا کر قرآن پڑھنے والوں کی کثرت ہوگی اور فقہاء کی قلت ہوگی۔ علماء کو قتل کیا جائے گا اور ان پر ایسا سخت وقت آئے گا کہ وہ سرخ سولے سے زیادہ اپنی موت کو پسند کریں گے۔ اس امت کے آخری لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے۔ امانت دار کو خائن اور خائن کو امانت دار کہا جائے گا۔ جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا کہا جائے گا۔ اچھائی کو برا اور برائی کو اچھا سمجھا جائے گا، اجنبی لوگوں سے حسن سلوک کیا جائے گا اور رشتہ داروں کے حقوق پامال کیے جائیں گے۔ بیوی کی اطاعت اور ماں باپ کی نافرمانی ہوگی، مسجدوں میں شور و شغب اور دنیا کی باتیں ہوں گی۔ سلام صرف جان پہچان کے لوگوں کو کیا جائے گا۔ (حالانکہ دوسری احادیث میں ہے کہ سلام ہر

مسلمان کو کرنا چاہیے خواہ اس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو) طلاقیں کی کثرت ہوگی، نیک لوگ چھپتے پھریں گے اور کمینے لوگوں کا دور دورہ ہوگا۔ لوگ فخر اور ریاء کے طور پر اونچی اونچی عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کریں گے۔ شراب کا نام نیز سود کا نام بیع اور رشوت کا نام بدیہ کر انہیں حلال سمجھا جائے گا۔ سود جوا گانے باجے کے آلات شراب خوری اور زنا کی کثرت ہوگی۔

بے حیائی اور حرامی اولاد کی کثرت ہوگی، دعوت میں کھانے پینے کے علاوہ عورتیں بھی پیش کی جائیں گی، ناگہانی اور اچانک اموات کی کثرت ہوگی، لوگ موٹی موٹی گدیوں پر سواری کر کے مسجدوں کے دروازوں تک آئیں گے۔ ان کی عورتیں کپڑے پہنتی ہوں گی مگر (لباس باریک اور چست ہونے کے باعث) وہ نگہی ہوں گی، ان کے سر سختی

”بعض اوقات اللہ تعالیٰ زمین کو سانس لینے کی اجازت دیتا ہے تو زمین میں بڑے بڑے زلزلے پھا ہوتے ہیں تو اس سے اللہ تعالیٰ کے بندوں میں خوف اور خشیت الہی اور اس کی طرف رجوع گناہوں سے دوری اور اللہ تعالیٰ کی جانب گریہ زاری اور اپنے کیے پر ندامت پیدا ہوتی ہے۔“

اونٹ کے کوہان کی طرح ہوں گے، چلک چلک کر چلیں گی اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کریں گی۔ یہ لوگ نہ جنت میں داخل ہوں گے نہ اس کی خوشبو پائیں گے، مومن آدمی ان کے نزدیک باندی سے بھی زیادہ رذیل ہوگا، مومن ان برائیوں کو دیکھے گا مگر انہیں روک نہ سکے گا جس کے باعث اس کا دل اندر ہی اندر گھٹتا رہے گا۔

علامات متوسطہ میں اور بھی بہت سی علامات ہیں ان سب کی خبر رسول اللہ ﷺ نے ایسے دور میں دی تھی جب کہ ان کا تصور بھی مشکل تھا۔ مگر آج ہم اپنی آنکھوں سے ان سب کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ کوئی علامت اپنی انتباہ کو پہنچی ہوئی ہے اور کوئی ابتدائی مراحل سے گزر رہی ہے۔ جب یہ تمام علامات اپنی انتباہ کو پہنچیں گی تو قیامت کی بڑی بڑی اور قریبی علامات کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ (اللہ عز وجل ہمیں ہر وقت کے شر سے محفوظ رکھے اور سلامتی ایمان کے ساتھ قبر تک پہنچا دے۔ آمین!)

علامات قریبہ: بالکل قرب قیامت میں کیے بعد دیگر ظاہر ہوں گی۔ یہ بڑے بڑے عالمگیر واقعات ہوں

گے، لہذا ان کو علامات کبریٰ بھی کہا جاتا ہے۔ مثلاً ظہور مہدی، خروج دجال، نزول عیسیٰ علیہ السلام، یاجوج ماجوج، آفتاب کا مغرب سے طلوع، دایہ الارض اور یمن سے نکلنے والی آگ وغیرہ جب اس قسم کی تمام علامات ظاہر ہو چکیں گی تو کسی وقت بھی اچانک قیامت آجائے گی۔ علامہ ابن قیم نے (اغاثۃ اللہیان: ۲: ۲۷۷) میں لکھا ہے:

”بعض اوقات اللہ تعالیٰ زمین کو سانس لینے کی اجازت دیتا ہے تو زمین میں بڑے بڑے زلزلے پھا ہوتے ہیں۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے بندوں میں خوف، خشیت الہی اس کی طرف رجوع گناہوں سے دوری، اللہ تعالیٰ کی جانب گریہ زاری اور اپنے کیے پر ندامت پیدا ہوتی ہے۔“

ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات و فرامین کو زندگی میں داخل کر لیں، فرائض کا خصوصی خیال رکھیں، ہر دم استغفار کرتے اور رب العالمین کے نام و پیارے رسول ﷺ پر درود و سلام سے اپنی زبانوں کو مرطوب اور دلوں کو منور رکھیں۔ اسی طرح متاثرین کی دل کھول کر مدد کریں تاکہ ہمارا مالک ہم سے راضی خوش رہے اور ہم پر اپنی رحمت و برکات اور تسلیت جاری فرمادے۔ (آمین!)

درس قرآن مجید

16 اکتوبر 2015ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر مرکز منہاج الاسلام اہمدیٹ غوثیہ کالونی رحیم یار خاں میں تسلسل کے ساتھ درس قرآن میں 26 ویں پارہ کی تکمیل پر علمی و تربیتی تقریب منعقد ہوئی جس میں حضرت مولانا شفقت محمود رندھاوا (چوک اعظم) مہمان خصوصی اور مولانا صوفی عبدالرحمن سرپرست تحصیل رحیم یار خاں مقرر تھے۔ جبکہ درس قرآن ممتاز عالم دین الشیخ ثناء اللہ زابدی صاحب امیر ضلع رحیم یار خاں نے ارشاد فرمایا اور خصوصی دعا فرمائی۔ مرکز نے شرکاء کی پر تکلف ضیافت کا اہتمام کیا۔

منہاجب: ابو طلحہ قاری ثناء اللہ شاہد قصوری

توبہ

اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ عمل

جناب ڈاکٹر سجاد الہی

رہتا ہے تاکہ اسے موت آجائے (اسی اثنا میں اس کی توبہ لک جائے) پھر جب وہ بیدار ہو تو اس کے پاس اس کی سواری کھڑی ہو جس پر اس کا زور راہ لدا ہوا ہو۔ پس اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے زیادہ خوش ہوتے ہیں جو صحرا میں اپنی گم شدہ سواری اور زور راہ کو پالے۔

② اللہ تعالیٰ کے نزدیک توبہ اتنا پسندیدہ عمل ہے کہ انہوں نے توبہ کا دروازہ اس وقت تک کھلا رکھ چھوڑا ہے جب تک سورج مغرب سے طلوع نہیں ہوتا۔ حضرات ائمہ احمد اور مسلم سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص سورج کے مغرب سے طلوع ہونے سے پہلے توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول فرماتے ہیں۔“

③ اللہ تعالیٰ کے نزدیک توبہ اتنا محبوب عمل ہے کہ

جو شخص اللہ تعالیٰ کے روبرو سچے دل سے توبہ کرے، اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں، چاہے وہ گناہ کتنے ہی بڑے کیوں نہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کی توبہ کو اس وقت تک قبول فرماتے ہیں جب تک کہ اس کی روح سارے بدن سے نکل کر اس کے حلق تک نہ پہنچ جائے۔ امام ترمذی سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ کو اس وقت تک قبول فرماتے ہیں جب تک اس کی روح اس کے حلق تک نہ پہنچ جائے۔“

④ اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں کہ ان کا بندہ ان کے روبرو اپنے گناہوں سے توبہ کرے۔ چنانچہ وہ دن اور رات دونوں وقت اپنے ہاتھ کو پھیلاتے ہیں کہ شاید کوئی توبہ کرنے والا اپنے گناہوں سے توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ لوگوں کی توبہ قبول فرمانے کیلئے اپنا ہاتھ اس وقت تک

گرفتہ نہ ہوں آنے والے زلزلے کے پیش نظر نہیں سوچنا چاہیے کہ ہر انسان غلطیوں کا ارتکاب کرتا ہے۔ ہر ذی روع سے گناہ سرزد ہوتے ہیں لیکن سچے مسلمان کی علامت یہ ہے کہ وہ گناہ کرنے کے بعد اس پر تادم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے روبرو توبہ واستغفار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے روبرو توبہ واستغفار کرنے والوں کو انتہائی زیادہ پسند فرماتے ہیں اور ان کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں۔ ذیل میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اس بات کو نو نکات کی روشنی میں بیان کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک توبہ و استغفار کرنا کتنا پسندیدہ عمل ہے۔

① جب کسی شخص کا زور راہ کسی لقمہ و دق صحرا میں گم ہو جائے اور وہ صحرا میں اکیلا رہ جائے یہاں تک کہ موت اسے سامنے نظر آئے۔ اس وقت اگر اس کا زور راہ اسے کسی کی بیشی کے بغیر مل جائے تو اس شخص کی خوشی کتنی زیادہ ہوگی؟ لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کے روبرو اپنے گناہوں سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ سے اس صحرا میں پھنسے ہوئے شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ حضرات ائمہ بخاری و مسلم اور ترمذی حضرت عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کو اپنے مومن بندے کی توبہ سے اس شخص کی خوشی سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جو کسی لقمہ و دق صحرا میں ہو، اس کے ساتھ اس کی سواری بھی ہو جس پر اس کا زور راہ لدا ہوا ہو، صحرا میں وہ شخص (آرام کرنے کی غرض سے) سو جائے اور جب بیدار ہو تو اس کی سواری (اس سے دور) جا چکی ہو۔ وہ اپنی سواری کو تلاش کرے یہاں تک کہ اسے پیاس محسوس ہو (پھر وہ پیاس کی شدت کی وجہ سے اپنے آپ سے کہے) جہاں میری سواری گم ہوئی ہے میں اس جگہ جا کر سو جاتا ہوں کہ مجھے موت آجائے پھر وہ اپنے بازو پر اپنا

پھیلاتے ہیں۔ جب تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہیں ہوتا۔ اور اس شخص کی ہاتھ میری سواری سے روایت کرتے ہیں کہ اس شخص نے توبہ کر کے اپنے ہاتھ کو رات سے وقت پھیلاتے ہیں تاکہ اس سے وقت نہ گزرے۔ اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ و دن کے وقت پھیلاتے ہیں تاکہ اس کی توبہ قبول کرے۔ اللہ تعالیٰ اور یہ عمل اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک سورج مغرب سے طلوع نہیں ہوتا۔“

⑤ جو شخص اللہ تعالیٰ سے روبرو اپنے دل سے توبہ کرے، اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتے ہیں، چاہے وہ کتنے ہی بڑے کیوں نہ ہوں۔ حضرات ائمہ بخاری اور مسلم سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص توبہ کرے، مالی امتوں میں سے ایک امت سے شخص نے گناہ تو قتل کیے پھر اس نے (توبہ کی غرض سے) زمین پر موجود سب سے زیادہ عمر رکنے والے شخص سے متعلق دریافت کیا، اسے ایک راجب کے متعلق بتایا کیا، وہ شخص اس راجب کے پاس آیا اور اس سے سوال کیا کہ میں نے گناہ تو آدمی قتل کیے ہیں یا میرے لیے توبہ ممکن ہے؟ اس راجب نے جواب دیا: ”نہیں“ اس شخص نے اس راجب کو بھی قتل کر کے سوئی مفتی کو پورا کر دیا۔ پھر اس نے زمین پر موجود سب سے زیادہ عمر رکنے والے شخص سے متعلق دریافت کیا تو اسے ایک عالم کے متعلق بتایا گیا، وہ شخص اس عالم کے پاس آیا اور اس سے دریافت کیا کہ میں نے ایک صد آدمی قتل کیے ہیں، کیا میری توبہ ممکن ہے؟ اس عالم نے جواب دیا کیوں نہیں، وہ کون شخص ہے جو تم میں اور تمہاری توبہ کے درمیان حائل ہو، پس تم فلاں بستی کی طرف چلے جاؤ۔ اس بستی کے لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، تم بھی (ان کے ساتھ مل کر) اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو (اور یاد رکھو) واپس پلٹ کر اپنی بستی کی طرف نہ آنا۔ یہ بڑے لوگوں کی بستی ہے۔ وہ شخص نیک لوگوں کی بستی کی طرف روانہ ہوا، جب وہ آدھا راستہ طے کر چکا تو موت کا فرشتہ آ پہنچا۔ پھر اس شخص کی روح لے جانے کے لیے رحمت اور مذاب کے فرشتے بھگڑا کر لے گئے۔ رحمت کے فرشتے کہنے لگے: (اس شخص کی روح ہم لے جائیں گے) کیونکہ یہ شخص نیک لوگوں کی بستی کی

صرف اپنے دل سے توبہ کر کے جا رہا تھا۔ عذاب کے فرشتے کہنے لگے: یہ وہ شخص ہے جس نے زندگی بھر ایک نبی کو نہیں کی۔ (دونوں قسم کے فرشتوں کے درمیان بھی یہ بحث جاری تھی) کہ ان کے پاس ایک فرشتہ آدمی کی شکل میں آیا۔ تمام فرشتوں نے اس آنے والے فرشتے کو اپنے درمیان فیصلہ مقرر کیا۔ اس فرشتے نے کہا: دونوں بستیوں کے درمیانی فاصلے کی پیمائش کی جائے۔ جس بستی کے وہ شخص قریب ہو، اسے اسی بستی کا باشندہ شمار کیا جائے۔ جب پیمائش کی گئی تو وہ شخص نیکو کار لوگوں کی بستی کے قریب پایا گیا۔ پس اس شخص کی روح رحمت کے فرشتے لے گئے۔

(۶) غلطی اور گناہ ہر شخص سے سرزد ہوتا ہے لیکن اپنے گناہوں سے توبہ کرنا بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے۔ لہذا جو شخص اپنے گناہوں سے توبہ کرے، اسے بہترین غلطی والا کہا گیا ہے۔ امام ترمذی، سیدنا انس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”آدم کا ہر جہاں غلطی رہتا ہے اور بہترین غلطی کرنے والا وہ شخص ہے جو (اپنی غلطی سے) توبہ کرے۔“

(۷) اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کو اس قدر پسند میں کہ جو قوم گناہ نہیں کرتی، اللہ تعالیٰ اس قوم کے بدلے میں ایک ایسی قوم بھیجتے ہیں جو گناہ کرے، پھر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرے اور اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو معاف فرمادیں۔ امام مسلم، سیدنا ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم لوگ گناہ نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے بدلے ایک ایسی قوم بھیجیں گے جو گناہ کرے، پھر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرے اور اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرمادیں۔“

(۸) جو شخص اپنے دل کے ساتھ اپنے گناہوں کی معافی طلب کرے پھر نہ چاہنے کے باوجود اس سے وہ گناہ دوبارہ سرزد ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو دوبارہ معاف فرمادیتے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ وہ شخص دل سے اس گناہ کا چاہنے والا نہ ہو۔ حضرات ائمہ بخاری اور مسلم بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ، نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”(میرا) بندہ

گناہ کرتا ہے پھر کہتا ہے: اے اللہ! میرے گناہ کو معاف کر دے۔ اللہ تعالیٰ (اس کے جواب میں) فرماتے ہیں: میرے بندے نے گناہ کیا، پھر اس نے جانا کہ اس کا رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور گناہ ہی کی وجہ سے اس کا عذاب بھی آتا ہے (بندہ تین دفعہ گناہ کرتا ہے اور تینوں مرتبہ اللہ تعالیٰ جواب میں یہی فرماتے ہیں۔ پھر جب بندہ اپنے گناہ سے بار بار سچے دل سے توبہ کرتا ہے لیکن وہ گناہ اس سے بار بار سرزد ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے میرے بندے!) تو جیسا چاہے عمل کر، میں نے تجھے معاف کیا۔“

(۹) اللہ تعالیٰ اس شخص کے گناہوں سے بھی اس کے سچے دل سے توبہ کرنے کے بعد درگزر فرماتے ہیں جس شخص کے گناہ آسمان کی بلندی تک پہنچ چکے ہوں۔ امام ترمذی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا انس رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”اے آدم کے بیٹے! تو جب تک مجھ سے دعا مانگتا رہے اور عاجزی کے ساتھ اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتا رہے، میں تیرے گناہوں کے باوجود تجھے معاف کرتا رہوں گا اور اس بات کی پروا نہ کروں گا (کہ تیرے گناہ کتنے زیادہ ہیں)۔ اے آدم کے بیٹے! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندی تک پہنچ جائیں، پھر تو مجھ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگے تو میں تیرے گناہوں کی پروا کیے بغیر تجھے معاف کر دوں گا۔ اے آدم کے بیٹے! اگر تو زمین کے برابر غلطیوں کا ارتکاب کرے، پھر میری ملاقات کیلئے حاضر ہو اور تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہو تو میں زمین کے برابر ہی تیرے گناہوں کیلئے معافی لے کر آؤں گا۔“

اللہ تعالیٰ ہم سب کے گناہوں سے درگزر فرمائے اور ہمیں زیادہ سے زیادہ اپنے رب و ربوبہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

سیدنا حذیفہ بن الیمانؓ

تھے۔ باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دور وادی کے نشیب سے گزر رہے تھے۔ منافقین نے اس موقع کو اپنے ناپاک مقصد کے لیے غیبت سمجھا اور آپ ﷺ کی طرف قدم بڑھایا۔ یہ لوگ چہروں پر ڈھانٹا باندھے ہوئے تھے اور اللہ کے رسول ﷺ پر

تقریباً چڑھ ہی آئے تھے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ان کی طرف بھیجا۔ انہوں نے ان منافقین کی سواریوں پر اپنی ڈھال سے ضرب لگانا شروع کی جس سے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو مرعوب کر دیا اور وہ تیزی سے بھاگ کر عام لوگوں میں مل گئے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کو ان منافقین کے ناموں سے آگاہ کر دیا اور ان کے ناپاک ارادے سے بھی باخبر فرما دیا۔ اسی لیے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کو اللہ کے رسول ﷺ کا راز دان کہا جاتا ہے۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کا بہت احترام کرتے تھے۔ بندہ انہوں نے ایک مرتبہ ان سے پوچھا: اب حذیفہ! کہیں اللہ کے رسول ﷺ نے یہ نام تو منافقین میں نہیں لیا؟

اسی طرح انہوں نے ایک مرتبہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا میرے عمل میں کوئی منافق بھی ہے؟ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہاں ایک شخص ہے۔ اب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ وہ کون ہے؟ تو جواب دیا کہ مجھے یاد نہیں۔

پھر یہاں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ذہانت اور فراست کو داد دیجیے کہ انہوں نے اس منافق کا کھوج لگا لیا اور اسے نوکری سے برطرف کر دیا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاں ان کا جو مقام اور مرتبہ تھا اس کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ ایک مرتبہ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اگر تمہاری کوئی تمنا ہے تو بتاؤ۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہمارے پاس سونے اور چاندی جو اہرات کے خزانے ہوں تو ہم انہیں اسلام کی خدمت اور اشاعت میں صرف کریں۔

مگر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میں تمنا کرتا ہوں کہ میرے پاس ابو عبیدہ بن الجراحؓ، معاذ بن جبلؓ اور حذیفہ بن الیمانؓ جیسے لوگ ہوں۔ انہیں اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے کاموں میں لگاؤں اور پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا حذیفہ بن الیمانؓ کے پاس مال بھیجا کہ دیکھیں یہ اس کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ راوی کہتا ہے کہ جب ان کو مال ملا تو انہوں نے اسے تقسیم کر دیا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو علم ہوا تو ساتھیوں سے کہا: میں نے تمہیں بتایا نہیں تھا کہ یہ کس کردار کے لوگ ہیں!

ان کی وفات سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چالیس دن بعد ہوئی۔ وفات سے قبل ان کی دعا تھی کہ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ میں تیری ذات عالی سے ملاقات کا شوق رکھتا ہوں۔ اے اللہ! میری خواہش کو جلد پورا فرما۔ اللہ تعالیٰ کی کروڑوں رحمتیں اس مرد مجاہد پر نازل ہوں جو اللہ کے رسول ﷺ کا راز دار تھا۔

سیرت صحابہ رضی اللہ عنہما

سیدنا حذیفہ بن الیمان

جناب مولانا عبدالملک مجاہد

البتہ ایمان سب کی زبان پر رواں ہو گیا۔

ایمان نے مدینے ہی میں شادی کی ان کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو اس کا نام حذیفہ رکھا۔ بیعت کی اور اسلام کی نعمت سے مالا مال ہوئے۔ سیدنا حذیفہ کی والدہ سیدہ رباب اور بھائی صفوان بھی مسلمان تھے۔ بدر میں باپ بیٹا دونوں شریک نہ ہو سکے۔ البتہ غزوہ احد میں دونوں شریک ہوئے۔ احد میں سیدنا ایمان بخیر شہادت پا گئے۔ ان کو شہید کرنے والے کافر نہیں بلکہ مسلمان تھے۔ جب خالد بن ولید نے احد کے اوپر سے چکر کاٹ کر حملہ کیا تو پہاڑی پر محض بارہ افراد پہرہ پر موجود تھے باقی اپنی جگہ چھوڑ چکے تھے۔ ادھر سے مشرکین کا بھڑاتا ہوا لشکر بھی واپس آ گیا تو مسلمان نرغے میں آ گئے۔

ایک گروہ تو ہوش کھو بیٹھا اسے صرف اپنی جان کی

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے صاحب السر (راز دار) تھے۔“ (جامع ترمذی: ۳۸۱۱)

پڑی تھی چنانچہ اس نے میدان جنگ چھوڑ کر فرار کی راہ اختیار کی۔ کچھ پہاڑ پر چڑھ گئے۔ ایک اور گروہ پیچھے کی طرف پلٹا تو مشرکین کے ساتھ مخلوط ہو گیا۔ دونوں لشکر گند مٹ ہو گئے۔ ایک کو دوسرے کا پتا ہی نہ چل سکا۔ اس کے نتیجے میں خود مسلمانوں کے ہاتھوں بعض مسلمان مارے گئے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ان کے والد سیدنا ایمان رضی اللہ عنہ پر حملہ ہو رہا ہے۔ وہ بولے: اللہ کے بندو! یہ میرے والد ہیں۔ لیکن اللہ کی قسم! لوگوں نے ہاتھ نہ دوکا۔ یہاں تک کہ انہیں مار ہی ڈالا۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ آپ لوگوں کی مغفرت کرے۔ بعد میں اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی دیت

باپ بیٹا دونوں مدینہ کے راستے پر رواں دواں تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ بدر کے لیے روانہ ہو چکے تھے۔ اور مشرکین بھی مکہ سے چل پڑے تھے۔ یہ دونوں باپ اور بیٹا مشرکین کے ہاتھ چڑھ گئے۔ پوچھا: کدھر جا رہے ہو؟ جواب ملا کہ مدینہ جا رہے ہیں۔ مشرکین نے کہا: تم محمد ﷺ سے مل جاؤ گے اور ہمارے خلاف لڑو گے لہذا ہم تمہیں جانے نہیں دیں گے۔ باپ بیٹے نے کہا کہ ہم تو مدینہ ضرور جائیں گے۔ مشرکین نے کہا: پھر وعدہ کرو کہ تم ہمارے خلاف لڑائی میں شامل نہیں ہو گے۔ اس صورت میں ہم تمہارا راستہ چھوڑ دیتے ہیں۔ باپ بیٹے نے اثبات میں سر ہلادیا۔ وعدہ ہو گیا تو مشرکین نے راستہ چھوڑ دیا۔ ابھر یہ دونوں باپ بیٹا کافروں سے جان چھڑا کر نکلے تو سید حتمے بدر کے میدان میں جا پہنچے۔ بدر میں مسلمانوں کی

تعداد تین سو تیرہ تھی۔ کافر ایک ہزار کی تعداد میں تھے۔ ایک ایک شخص کی اشد ضرورت تھی کہ وہ کافروں کے مقابلے میں اترے۔ اللہ کے رسول ﷺ کو باپ بیٹے نے تفصیل سنائی تو ارشاد ہوا:

”مسلمان اپنی بات کا پکا اور سچا ہوتا ہے۔ ہر چند ہمیں اس وقت آدمیوں کی سخت ضرورت ہے مگر تم اپنے وعدے کی پاسداری کرو اور مدینے چلے جاؤ۔“

قارئین کرام! یہ دو باپ بیٹے جن کا واقعہ اوپر گزرا اللہ کے رسول ﷺ کے مشہور صحابی حذیفہ اور ان کے والد ایمان تھے۔ ایمان کا اصل نام حسل یا حسیل تھا۔ وہ مدینہ کے رہنے والے تھے۔ سیرت نگاروں کے مطابق ان کا تعلق بنو غطفان سے تھا۔ ایمان نے اپنے وطن میں کسی کو قتل کر دیا اور بھاگ کر مدینہ آ گئے۔ یہاں آ کر بنی عبدالاشہل کے حلیف بن گئے۔ چونکہ بنی عبدالاشہل یمن سے آئے تھے لوگوں نے اس مناسبت سے ان کو ایمان کہنا شرع کر دیا۔ اس طرح ان کا اصل نام تو کسی کو یاد نہ رہا۔

اپنی چابی مگر سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے ان کی دیت مسلمانوں پر مدتہ کر دی ہے۔ ان میں سے ایک کے رسول ﷺ کے نزدیک یہاں سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے لیے دیت کے سرمائے میں مزید اضافہ ہو گیا۔

سیدنا حذیفہ کا لقب صاحب السر تھا یعنی اللہ کے رسول ﷺ کے محرم راز۔ اس لقب کی وجہ نسبیہ یہ تھی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کو منافقین سے نام بتا دیے تھے۔ اس معاملے کو وہ راز داری کے ساتھ پوشیدہ رکھتے تھے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کی بہت محنت کرتے تھے۔ ان جنازے میں سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ شرکت کرتے ان میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی شرکت کرتے تھے۔ وفات پانے والے منافقین میں سے نہیں ہے۔ اور جس جنازے میں سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ شرکت نہ کرتے ان کا جنازہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نہیں کرتے تھے۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کا شمار اہل بیت پروردگار میں ہوتا تھا۔ وہ عبد نبوی کے مناد قرآن میں سے تھے۔ خود بخود خندق میں انہوں نے نہ صرف شرکت کی بلکہ ایک اہم کارنامہ بھی انجام دیا۔ انہوں نے مختلف اوقات میں اس واقعے کو خود بخوبی بیان فرمایا۔ سیرت نگاروں نے بھی اس تفصیل سے اس واقعے کا ذکر کیا ہے۔

غزوہ خندق میں باشبہ مسلمانوں کو فتح ہوئی مگر یہ جنگ کوئی عام جنگ نہ تھی۔ دشمن پورے عرب و اعراب کے لے آیا تھا۔ مدینہ طیبہ کی پستی سی ہستی و منانے کے لیے دس ہزار کا لشکر جرار آمد آیا تھا۔ مدینہ والوں کو دو قسم کے دشمنوں سے واسطہ تھا۔ اول: یہود کہ وہ تو پہلے ہی کافروں کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔ بنو قریظ ملائے ان کی مدد کر رہے تھے۔ وہ عملی طور پر مسلمانوں کے خلاف دہشت گرد کارروائیوں میں مصروف ہو گئے۔ ثانیاً: اس موقع پر بعض منافقین کے نفاق نے بھی سر اٹھایا۔ غزوہ خندق کی آخری رات کی بات ہے۔ شدید سردی کا طوفان آیا ہوا تھا ہر طرف گھٹا نوپ اندھیرا اچھا ہوا تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ اس بات کا پتا چلانا چاہتے تھے کہ قریش کے کیا عزائم ہیں؟ کیا وہ واپس جانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ سردی تھا کہ کوئی شخص قریش کی صفوں میں جائے اور وہاں کی تازہ ترین صورت حال معلوم کر کے آئے۔

ارشاد ہوا

الارجل یأینی بخیر القوم" جعله الله عز وجل معی یوم القیامۃ
"جو شخص مشرکین کے بارے میں خبر لے کر آئے
تو اللہ اسے قیامت کے روز میرے ساتھ کرے۔"

تمام لوگ خاموش ہیں کہ سردی بھی شدید تھی اور
دشمن کا بھی خوف تھا۔ اسی اثناء میں پھر ارشاد ہوا کہ جو شخص
مشرکین کے بارے میں خبر لے کر آئے تو اللہ اسے
قیامت کے دن میرے ساتھ کر دے۔ کسی نے جواب نہ
دیا۔ تیسری مرتبہ پھر ارشاد ہوا کہ جو شخص قوم کے بارے
میں خبر لے کر آئے تو اللہ اسے قیامت کے دن میرے
ساتھ کر دے۔

اب بھی تمام لوگ خاموش رہے۔ کسی نے جواب
نہ دیا اور پھر سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کو یہ اعزاز ملا کہ اللہ
سے رمل فرمایا۔

اے یا حذیفہ! فانسو بخیر القوم

"حذیفہ! تم ان لوگوں کی خبر لے کر آؤ۔"

اب جبکہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کو نام لے کر بلایا جاتا
ہے سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اب میرے سامنے انکار
نہ ہونی چاہیے نہ رنج تھی۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فوراً روانگی کے لیے تیار ہو جاتے
ہیں۔ اب اللہ کے رسول ﷺ ان کو ہدایات دے رہے
ہیں کہ دیکھو دشمن کے بارے میں صرف خبر لانی ہے وہاں
کوئی اور کام نہیں کرنا۔ بڑی زبردست سردی تھی اس عالم
میں اللہ کے رسول ﷺ کی محبت کا ایک اور اظہار ہوتا
ہے۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ آپ کا معجزہ تھا مجھے
سردی کا قطعاً احساس تک نہ ہوا۔ میں دشمن کے کیمپ میں
پہنچ گیا۔ میں نے دیکھا کہ رات کی تاریکی میں ابوسفیان
آگ تاپ رہا ہے۔ اس کی پشت میری طرف تھی۔ میں
نے ترکش سے تیر نکالا اسے کمان میں رکھا۔ ابوسفیان
بے انتہائی پر تھا۔ بس یہ چند لمحات کی بات تھی کہ اس
وقت اسلام کا سب سے بڑا دشمن اپنے منطقی انجام کو پہنچ
جاتا۔ لیکن مجھے اللہ کے رسول ﷺ کی ہدایات یاد آگئیں
کہ دشمن کی خبر لانے کے علاوہ کوئی اور کام نہیں کرنا۔ میں
آگے بڑھا اور لوگوں کے ساتھ بیٹھ گیا۔ ابوسفیان لوگوں
سے ہاتھیں کر رہا تھا۔ عرب کا یہ نہایت زیرک انسان

اچانک کہنے لگا: لوگو! اپنے ارد گرد کا خیال رکھنا۔ ہو سکتا
ہے کہ محمد ﷺ نے اپنے کسی آدمی کو تم لوگوں کی خبر لینے
کے لیے بھیج دیا ہو اور وہ تمہاری باتیں سن رہا ہو۔ سیدنا
حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے فوراً اپنے ساتھ بیٹھے
ہوئے آدمی کا ہاتھ پکڑ لیا اور اُسے اتنی مہلت ہی نہ دی کہ
وہ مجھ سے پوچھتا کہ میں کون ہوں؟ میں نے پہل کر تے
ہوئے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں
فلاں بن فلاں ہوں۔ (یہ عمرو بن العاص تھے) میں نے
کہا کہ ٹھیک ہے۔ اسے میرے بارے میں سوال کرنے کی
ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی۔ وہ مجھے اپنا ہی آدمی سمجھ رہا
تھا۔ آگ کے الاؤ کے ارد گرد لوگ آگ سینک رہے تھے
اور ابوسفیان ان سے کہہ رہا تھا کہ لوگو! بنو قریظہ نے
تمہارے ساتھ بڑی بد عہدی کی ہے۔ ادھر تخت آندھی کا
طوفان ہے ہمارے گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو گئے۔

ایک نمایاں کردار ادا کیا۔ وہ غزوہ خیبر بیعت رضوان فتح
مکہ اور دیگر غزوات میں بھی شریک رہے۔

جب سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما
کے ادوار خلافت آئے تو انہوں نے جہاد میں بھرپور حصہ
لیا۔ ۱۸ ہجری میں نہاد پر لشکر کشی کے وقت سیدنا عمر
فاروق رضی اللہ عنہ کی خواہش پر وہ کوفہ سے ایک منتخب لشکر لے کر
نکلے اور ایرانیوں کا مقابلہ کیا۔ اس جنگ کے سپہ سالار
سیدنا نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ اس جنگ میں شہید ہو
گئے۔ کمانڈر کی شہادت کے بعد فوج کو کنٹرول کرنا بڑا
مشکل ہوتا ہے مگر یہاں سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بے مثال
جرات اور قائدانہ صلاحیتوں کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ وہ فوج
کی قیادت سنبھال لیتے ہیں اور ایسی جرات کا مظاہرہ
کرتے ہیں کہ دشمن کو شکست فاش ہوتی ہے۔

اب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کو ایران کی آخری مد

**سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے غزوہ خندق میں ایک نمایاں
کردار ادا کیا۔ وہ غزوہ خیبر بیعت رضوان فتح
مکہ اور دیگر غزوات میں بھی شریک رہے۔**

د کو اسلامی قلمرو میں شامل کر دیا۔ ادھر مدینہ طیبہ میں مرکزی
حکومت ایک اور فیصلہ کرتی ہے انہیں فوجی خدمات سے
سبکدوش کر کے مدائن کا گورنر مقرر کیا جاتا ہے۔

مدائن کا علاقہ برازخیز تھا۔ اس علاقے کے لوگ
بڑے مالدار تھے۔ گورنر کو مراعات بھی ملتی تھیں مگر سیدنا
حذیفہ رضی اللہ عنہ نہایت سادگی اور فقر وفاقہ سے زندگی بسر
کرتے تھے۔ وہ بہترین منتظم تھے چنانچہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ
نے بھی انہیں اپنے دور میں ایک مدت تک مدائن کی
گورنری پر فائز رکھا۔ سیرت نگاروں کے مطابق وہ ایک
مرتبہ پھر اسلامی لشکر میں شامل ہو گئے اور آرمینیا
کے معرکوں میں داد شجاعت دی۔

پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے
انہیں منافقین کے نام بتا رکھے تھے۔ جب اللہ کے
رسول ﷺ غزوہ تبوک سے واپس آتے ہوئے راستے
میں ایک جگہ گھائی سے گزر رہے تھے اس وقت آپ ﷺ
کے ساتھ صرف سیدنا عمار رضی اللہ عنہ تھے جو اونٹنی کی تکمیل تھامے
ہوئے تھے۔ سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ اونٹنی ہانک رہے

ہماری ہانڈیاں اڑ گئیں آگ تک جلاتا مشکل ہو گئی ہے۔
میں ان حالات میں کوچ کر رہا ہوں۔ پھر وہ اپنے اونٹ
پر سوار ہوا اور مکہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ یہ
سارے حالات جاننے کے بعد بخیریت واپس مسلمانوں
کے لشکر میں پہنچ گئے۔ اللہ کے رسول ﷺ اس وقت نماز
میں مشغول تھے۔ وہ نماز پڑھ چکے تو میں نے ان کو
سارے حالات سے باخبر کیا۔ میں ساری رات جاگتا رہا
تھا اور اب مجھے سردی بھی لگ رہی تھی۔ ذرا یہاں اللہ کے
رسول ﷺ کی اپنے ساتھیوں کے ساتھ محبت ملاحظہ کیجیے۔
آپ ﷺ نے اپنی چادر کا ایک حصہ میرے اوپر
ڈال دیا اور ارشاد فرمایا کہ تم سو جاؤ۔ اللہ کے رسول ﷺ
پھر نماز اور شکر میں مشغول ہو گئے۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے
ہیں کہ میں صبح تک سویا رہا۔ حتیٰ کہ نماز فجر کا وقت ہو گیا۔
اب اللہ کے رسول ﷺ نے مجھ سے نہایت محبت سے
فرمایا: اقم یا نومنان! "اے نیند کے متوالے! اٹھو۔" نماز
کا وقت ہو گیا ہے۔
اس طرح سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے غزوہ خندق میں

داعش اور اس کے تکفیری افکار

تحریر: جناب ابو عبد الحق عبداللطیف الکردی

حالیہ دنوں بہت سے لوگ سلفیت پر داعش (دولت اسلامیہ شام و عراق) کے افکار و خیالات کے حامل ہونے کا الزام لگا رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ داعش سلفیت اور وہابیت ہی کا پروان چڑھا ہوا پودا ہے۔ سلفیت پر اس طرح کا الزام لگانے والے تین گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں:

۱۔ پہلا گروہ ان دشمنان اسلام کا ہے جنہیں کسی بھی حقیقت کو غلط منظر کشی میں اعلیٰ درجہ کی مہارت حاصل ہے۔ نیز مکر و فریب کے فن سے وہ بخوبی واقف ہیں۔ وہ اس بات کو جانتے ہوئے بھی کہ سلفیت ہی اصل اسلام ہے سلفیت پر یہ الزام جز رہے ہیں کہ داعش سلفیت کا پیدا کردہ فتنہ ہے جبکہ وہ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ ان کا یہ اہتمام جھوٹ پر مبنی ہے۔

دوسرا گروہ خصوصاً ان قبر پرستوں کا اور مومنا بدھویوں کا ہے جو حق پرست سلفی دعوت کے سامنے تہی دست ہیں تو الزام تراشی و بہتان بازی پر اتر آئے ہیں۔

۲۔ تیسرا گروہ ان عوام کا ہے جو درج بالا گروہوں کے افکار و خیالات سے متاثر ہیں۔

سلفیت اور داعش کے درمیان فرق کی وضاحت کا میرا مقصد یہ ہے کہ اس فتنہ کی روک تھام کی جائے تاکہ جو زندہ رہے دلیل کے ساتھ زندہ رہے اور جو ہلاک ہو اس کی ہلاکت لاعلمی کے باعث نہ ہو۔ (اللہ ہی توفیق بخشنے والا ہے۔)

سلفیت اور داعش کے درمیان بنیادی فرق

① سلفی لوگ مسلمان حاکموں کو کافر نہیں گردانتے اگرچہ وہ ظلم کریں، گناہوں کا ارتکاب کریں، الایہ کہ کھلم کھلا کفر کا ارتکاب کریں۔ ان کو کافر نہ گرداننے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ جو کچھ بھی کریں اس کو صحیح سمجھا جائے۔ نیز ان کی جانب سے جو احکام و فرامین صادر

ہوں انہیں شریعت کے ترازو میں مبنی بر انصاف تسلیم کیا جائے۔ بلکہ بھلائی کو بھلا مانا جائے گا اور برائی کا انکار کیا جائے گا۔

جبکہ داعش تمام مسلم حکمرانوں کو کافر کہتے ہیں بلکہ ان کے نظریے کے مطابق تمام مسلم حکمران حقیقی کفار سے بھی بدتر ہیں۔

② سلفی لوگ غیر معصیت کے کاموں میں مسلم حکمرانوں کی اطاعت واجب قرار دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں معصیت کے کاموں میں ان کی نافرمانی کا مطالبہ یہ نہیں کہ ان کے خلاف بغاوت پر آمادہ ہو جائے بلکہ حکمت و دانائی اور ادب و احترام کے ساتھ بقدر استطاعت انہیں بھلا مشورہ دینا سب پر واجب ہے۔ جبکہ داعش کے علبردار مسلم حکمرانوں کو سرے سے

سلفی حضرات اسلامی ممالک کی پولیس فوج اور حفاظتی دستوں کو کافر نہیں کہتے بلکہ ان کا عقیدہ ہے کہ مذکورہ لوگوں کا خون بہانا حرام ہے۔

سرپرست ہی تسلیم نہیں کرتے نیز ان کی اطاعت کے قائل ہی نہیں بلکہ انہیں طاغوت تسلیم کرتے ہیں اور ان کے خلاف بغاوت کو واجب قرار دیتے ہیں۔

③ سلفی فکر کے حامل لوگ حکمرانوں کا خون حرام تسلیم کرتے ہیں۔

جبکہ داعش کی فکر کے لوگ کہتے ہیں کہ تمام حکمرانوں کا خون معاف ہے۔

④ سلفی حضرات اسلامی ممالک کی پولیس فوج اور حفاظتی دستوں کو کافر نہیں کہتے بلکہ ان کا عقیدہ ہے کہ مذکورہ لوگوں کا خون بہانا حرام ہے۔

جبکہ داعش کے لوگ تمام اسلامی ممالک کی پولیس فوج اور حفاظتی دستوں کو کافر مانتے ہیں اور ان کا

خیال ہے کہ مذکورہ لوگوں کا خون بہانا حرام ہی نہیں بلکہ تقبیب الی اللہ کا فائدہ دینا ہے۔

⑤ سلفی فکر سمجھتی ہے کہ اسلامی ممالک کے اندر ایسا پسندوں کے قتل و خونریزی کی کارروائیاں ناجائز ہیں۔ اب اور شرعی جہاد سے اس کا پتہ بھی پتا چل گیا ہے۔ جبکہ داعش کا نظریہ یہ ہے کہ تمام مسلم ممالک دارالکفر ہیں۔

⑥ سلفی نقطہ نظر سے اسلامی ممالک کے اندر ایسا پسندوں کے قتل و خونریزی کی کارروائیاں شرعی جہاد نہیں بلکہ سراسر فتنہ ہے۔

جبکہ داعش کا نظریہ یہ ہے کہ مسلمانوں اور مسلمانوں کے ساتھ ان کی ہمت و جدال کی کارروائیاں جہاد کے ذمے میں آتی ہیں۔

⑦ سلفیوں کا خیال ہے کہ مسلمانوں کے حق میں غیر وصال نیز درستی اور شہادت کے مطابق فیصلہ دینے کی توفیق کی دعا کرنا سنت ہے۔

جبکہ داعش کے نظریے کے مطابق ان کے حق میں یہ دعا کرنا واجب ہے۔ نیز ان کے صحابہ ان کا حق چنانچہ ایک کافر کے حق میں شہادت کے مطابق فیصلہ دینے کی توفیق کی دعا یہ منکر ہے۔

⑧ سلفی حضرات کی تکبیر و انتہائات مطالبات و احتجاجات کے لیے نہیں ہوتی کیونکہ ان کا مقصد لوگوں کو تاریکیوں سے روشنی بندوں کی بندگی سے بندوں کے پروردگار کی بندگی اور مذہب کی ظلم و زیادتی سے اسلام کے عدل و انصاف کی طرف نکال کر لانا ہے۔ اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ حاکم و محکوم دونوں کے ساتھ نصیحت و خیر خواہی کا معاملہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف حکمت و دانائی اچھی نصیحت اور بہتر طریقے سے گفتگو کے ذریعے بلایا جائے۔ ان کا مقصد عوام کے ووٹ پر ہاتھ صاف کرنا یا اقتدار پر قبضے کی دوزخ نہیں ہوتی۔

جبکہ داعش کے لوگوں کا خیال ہے کہ انقلاب برپا کرنا اور مظاہروں و احتجاجوں کے ذریعے حکومتوں کی تبدیلی کی کوشش عین شرعی فریضہ ہے۔ ان کا خیال ہے کہ سلفیوں کی توحید و سنت اور ملک کے امن و امان کے تحفظ کی دعوت مرجعہ (گمراہ فرقہ) کی روش بردلی اور بادشاہوں کی زلہ خواری ہے۔

تعالیٰ تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ جبکہ داعش کی رائے ہے کہ کفار کے ساتھ کسی بھی قسم کا حسن سلوک اور انصاف جائز نہیں۔

⑤ سلفیوں کے نزدیک قاعدہ کا یہ "جو کافر کو کافر نہ کہے یا اس کے کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے۔" اصل کافروں اور ان مرتدوں پر چسپاں ہو گا جن کی تکفیر اللہ اور اس کے رسول نے کی ہے۔ لیکن مسلمانوں میں سے جو شخص کسی گناہ کا ارتکاب کر بیٹھے یا اس سے کفر کا کام نہ رو جو جائے تو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی اور نہ اس بنا پر اس کو کافر نہ کہنے والے کی تکفیر کی جائے گی۔ اسی طرح یہ بات اس شخص پر بھی چسپاں نہیں ہوگی جو اس شخص کی تکفیر نہ کرے جس کی تکفیر ناحق غالی خوارج نے کی ہے۔

جبکہ داعش کی فکر کے ہم نوا لوگوں کا مسلک ہے کہ جو شخص اس کو کافر نہ کہے نہ داعش نے کافر کہا ہے تو وہ بھی کافر ہوگا۔

⑥ سلفی ان مسلمانوں کو کافر نہیں مانتے جنہیں داعش کے لوگ کافر مانتے ہیں جبکہ اسے کافر مانتے ہیں جنہیں اللہ اور اس کے

رسول پیغمبرؐ نے کافر کہا ہے۔ وہ برائی سے برائی کی اصلاح نہیں کرتے اور نہ تکفیر کا جواب تکفیر سے دیتے ہیں بلکہ بدعت کا جواب سنت سے، ظلم کا جواب عدل سے اور معصیت کا جواب طاعت سے دیتے ہیں۔ وہ اپنے میں سے اللہ کی نافرمانی کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔

جبکہ داعش، سلفیوں کو کافر کہتے ہیں اور انہیں مرتد قرار دیتے ہیں۔ نیز قلم کرنے کی دھمکی دیتے ہیں۔

⑦ سلفی امن و آشتی کا ذریعہ ہیں وہ جو شیئہ جذباتی لوگوں کو پرسکون رہنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ نیز اسلامی حقیقی خدمت و نصرت کے گر سکھاتے ہیں اور ان کے اعمال انبیاء کے طریقوں کے مطابق ہوتے ہیں۔

جبکہ داعش باعثِ انارکی و موجدِ فتنہ و فساد ہیں وہ سر پھرے اور اوباش قسم کے نوجوانوں کو خونریزی پر ابھارتے ہیں۔ نیز مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے خارج کرنے کے گر سکھاتے ہیں اور پھر بتاتے ہیں کہ کس طرح انہیں خارجیوں کی طرح ذبح کریں۔

میں جو شریعت اسلامیہ کے خلاف ہے وہ الیق انکار اور کفر ہے نیز اس کا ماننے والا کافر ظالم یا کنگر ہو گا۔ جو شریعت الہی کے مطابق ہے مثلاً انتظامی قوانین جن کا مقصد ملک اور باشندگان ملک کی خدمت ہے اس قسم کا جاہلیت یا کفر سے کچھ لینا دینا نہیں بلکہ اس پر عمل کرنا لازم ہے۔ واللہ اعلم!

جبکہ داعش کے علمبرداروں کا خیال ہے کہ خود ساختہ قوانین سب کے سب جہالت گمراہی اور کفر اکبر کے زمرے میں آتے ہیں جو بھی ان کے مطابق فیصلہ کرے گا وہ سراسر کافر کہلائے گا۔

⑧ سلفیوں کا نظریہ ہے کہ مسلم اور غیر مسلم ممالک کے درمیان دنیاوی تعلقات اس وقت تک جائز ہیں جب تک کہ یہ تعلقات غیر شرعی معاہدوں پر منتج نہ ہوں اور یہ کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مشرکوں

سلفیوں کا نظریہ ہے کہ مسلم اور غیر مسلم ممالک کے درمیان دنیاوی تعلقات اس وقت تک جائز ہیں جب تک کہ یہ تعلقات غیر شرعی معاہدوں پر منتج نہ ہوں اور یہ کہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مشرکوں سے تعاون ناجائز ہے۔

سے تعاون ناجائز ہے۔

جبکہ داعش، مسلمانوں اور کفار کے درمیان ہر قسم کے تعلقات کو حرام قرار دیتے ہیں اور فیصلہ کرتے ہیں کہ یہ تعلقات مشرکوں کے تعاون کے قبیل سے ہے جو کہ کفر ہے۔

⑨ سلفیوں کی رائے ہے کہ ایسے کافر کے ساتھ بھلائی کرنا جائز ہے جو نہ تو دینی امور میں آپ سے لڑتا ہے اور نہ دنیوی معاملات میں آپ کے ساتھ نا انصافی کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَنْهَكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾ (الممتحنة: ۸)

ترجمہ "جن لوگوں نے تم سے دین کے بارے میں لڑائی نہیں لڑی اور تمہیں جلا وطن نہیں کیا ان کے ساتھ سلوک و احسان کرنے اور منصفانہ بھلے برتاؤ کرنے سے اللہ تعالیٰ تمہیں نہیں روکتا بلکہ اللہ

کے پیلوں کا عقیدہ ہے کہ ہماری امت تک باری رہے گا میں اس سے بے مقررہ شمولان یا مدارکی تعلقات جائز اور شرعی جانوں و امور مرنا لازمی ہے۔ ان تعلقات سے مراد ان کے اندر دعوت الی اللہ سے کہتے ہیں حاصل کا وہاں سے کہتے ہیں جہاں دعوت اور حق پر آئیں مشکلات کو دور کرنا ہے۔ شرعی مسائل وقت سختی اور اقدار کی صورت میں نہ کہے فتنہ کے ہونے کا اندیشہ نہ ہونا ہے۔ ہمارے ساتھ مسلمانوں کی کمزوری بے دشمنی اور سلفیوں میں خرابیوں کا پیدا ہونا یا مستحقانِ ہلاکت ہونا ہے۔

جبکہ داعش کا نظریہ ہے کہ "القیل قیامت تک باری رہے گا" کا مطلب یہ ہے کہ ایک کسی بھی صورت میں بد نہیں ہوئی پائے۔ حتیٰ کہ کونے کے لیے کوئی کافر یا مشرک نہ ملے تو مسلمان اور معاہدے سے لڑائی باری رہی جائے بلکہ ہم تو یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ وہ فیوض و چہرہ مسلمانوں سے رہتے نظر آ رہے ہیں۔

⑩ سلفی حضرات لوگوں کو حکمرانوں کی اطاعت لازم پکڑنے اور ان کے خلاف بغاوت سے دور رہنے کا حکم دیتے ہیں نیز کہتے ہیں کہ شرعی جماعت کا مطلب مسلمانوں کا کسی مسلم حکمران کی امارت میں مجتمع ہونا ہے اور اس جماعت کے خلاف بغاوت گناہ گمراہی اور نری جہالت ہے۔

جبکہ داعش لوگوں کو اپنے امیر کی اطاعت لازم پکڑنے اور اسلامی ممالک میں مسلم حکمرانوں کے خلاف بغاوت کا حکم دیتا ہے کیونکہ ان کے نزدیک جماعت کا مطلب ان کی اپنی جماعت ہے اور جو ان کی جماعت سے نکل جائے وہ مرتد اور اس کا خون مباح ہے۔

⑪ سلفی حضرات ان کافروں سے لڑائی کو حرام قرار دیتے ہیں جن کے ساتھ معاہدہ ہوا ہے یا جنہیں امن دیا گیا ہے۔

جبکہ داعش کے لوگ ان کے خون کو مباح اور ان کے قتل کو واجب قرار دیتے ہیں۔

⑫ سلفیوں کا ماننا ہے کہ خود ساختہ قوانین کی دو قسمیں

۱۸) سلفیوں کی قیادت علماء ربانین و پختہ کار مشہور اہل علم کرتے ہیں۔

جبکہ داعش کی قیادت وہ جہلاء کرتے ہیں جن کی حقیقت تک رسائی بڑی مشکل ہے۔

۱۹) سلفی لوگ دنیا جہان کے لیے رحمت اور باعث ہدایت دین کے مستند علماء اور مخلوق پر سب سے زیادہ مہربان ہیں۔

جبکہ داعش مسلمانوں کو ذبح کرنے کے لیے ہی پیدا ہوئے ہیں، انسانوں میں سخت ترین مزاج کے مالک ہیں۔

۲۰) سلفیوں نے مسلمانوں کو فائدہ پہنچایا، اسلام کی تزئین کی اور اسے لوگوں کے دلوں میں محبوب ترین بنا دیا۔

جبکہ داعش نے مسلمانوں کو بدنام کیا اور اسلام سے لوگوں کو متنفر کر دیا۔

۲۱) سلفیوں کا ماننا ہے کہ انسان کفر کا ارتکاب کرنے سے کافر نہیں ہو جاتا۔

جبکہ داعش کا کہنا ہے کہ کفر کا کوئی بھی کارکن لیا تو وہ اجماع کافر ہو جائے گا۔ ان کے یہاں لامسی کو بھی حذر تسلیم نہیں کیا جاتا۔

۲۲) سلفی لوگ کسی کو کافر قرار دینے میں غلو سے کام نہیں لیتے۔

جبکہ داعش تکفیر میں حد درجہ غلو کرتے ہیں۔

۲۳) سلفیوں کی دعوت غلو سے حد درجہ دور ہے کیونکہ ان کا منہج اس وحی الہی سے ماخوذ ہے جو مطہیت کی تعلیم دیتی ہے جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور قیامت تک آنے والے ان کے نیکو کار پیروکاروں کا طریقہ ہے۔

جبکہ داعش کی دعوت غلو و شدت پسندی پر مبنی ہے کیونکہ اس کا منہج اپنے خارجی اسلاف سے ماخوذ ہے۔

۲۴) سلفیوں کی دعوت راعی اور رعایا دونوں کی دینی و دنیاوی اصلاح پر مبنی ہے۔

جبکہ داعش نے نہ تو اسلام کی کوئی مدد کی اور نہ ہی دشمنان اسلام کو کوئی زک پہنچائی، نہ انہوں نے دین کو قائم کیا اور نہ دنیا کو باقی رہنے دیا۔

۲۵) سلفیوں کی دعوت حکمت و دانائی کے ساتھ مسلمانوں کو عزت بخشے اور دشمنان اسلام کفار و مشرکین کو ذلیل کرنے والی واحد اسلامی دعوت ہے۔

جبکہ داعش کی دعوت کا مقصد مسلمانوں کو ذلیل اور

دشمنان اسلام مشرکین و ملحدین کو عزت بخشنا اور اپنے کرتوتوں سے انہیں مسلم ممالک میں بسانا پھر ان پر ان کا کنٹرول کرنا ہے۔

۲۶) سلفیوں کے نزدیک توحید کی تین قسمیں ہیں: توحید ربوبیت، توحید الوہیت اور توحید الاسماء والصفات۔

۲۷) سلفیوں کا مقصد لوگوں کو ان کے رب سے واقف کرانا، ان سے اس کی بندگی کرانا اور شرک سے دور کرنا ہے۔

جبکہ داعش کا مقصد لوگوں کو ان کے حکمرانوں کے خلاف بھڑکانا اور ان کے مقابلے کے لیے مسلح کرنا ہے۔

۲۸) سلفی مسلمانوں کو مہاجرین، انصار اور علماء ربانین سے جوڑتے ہیں۔

جبکہ داعش لوگوں کو تکفیر کرنے والوں سے جوڑتے ہیں۔ ان کے نزدیک سلفیت کا اطلاق سلف ان

داعش عصر حاضر میں اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے، نشانہ بنانے اور ان کے نام پر عالم اسلام میں خلفشار پیدا کرنے کا عظیم سازشی کڑوت ہے جسے اعداء اسلام انجام دے رہے ہیں۔

کے بزرگ خوارج پر ہوتا ہے نہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا علماء ربانین پر۔

۲۹) سلفی مسلمانوں سے شر و فتن کو دور کرتے ہیں۔

جبکہ داعش مسلمانوں میں شر و فتن پیدا کرتے ہیں۔

۳۰) سلفی حضرات لوگوں کو اللہ کی جانب بصیرت و دانائی کے ساتھ بلاتے ہیں اور اس طرح وہ مسلمانوں کے حق میں اللہ کی طرف سے باعث رحمت ہیں۔

جبکہ داعش کی تمام تر تک و دو جہالت و نادانی پر مبنی ہے اور وہ مسلمانوں کے لیے مصیبت اور آزمائش کا سبب بن گئے ہیں۔

۳۱) سلفیت کی دعوت کا آغاز صفاء قلب اور تربیت نفس سے ہوتا ہے۔ یعنی مسلمانوں کے عقائد کی شرک و تعطیل، تحریف و تشیل اور تدبیر سے صفائی اور توحید و تنزیہ کا اثبات اللہ تعالیٰ کی تسبیح، توفیر اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا نیز رسول اللہ ﷺ کی اتباع اس کے اہم عناصر ہیں۔

جبکہ داعش کی اس دعوت حکومت کے قیام، اقتدار کی

کشمکش اور جو بھی ان کے راستے میں آئے اس کے تہ تیغ کرنے سے شروع ہوتی ہے۔ ان کے یہاں تفسیر و تربیت کا کوئی اہتمام نہیں۔

داعش عصر حاضر میں اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے، نشانہ بنانے اور ان کے نام پر عالم اسلام میں خلفشار پیدا کرنے کا عظیم سازشی کڑوت ہے جسے اعداء اسلام انجام دے رہے ہیں۔ سلفیت جو تکفیری فہم اور شدت پسندی کے علم خلاف ہے اس سے جوڑنے کی ناروا کوشش اور سازش ہے ورنہ اہل انصاف جانتے ہیں کہ دونوں کے درمیان کوئی شبہ و اشتباہ نہیں۔

وشتان بین مشرق و مغرب!

بقیہ **آل سعود..... اور ج انحطاط کے**

پیش آیا۔

حکومت ہمارے انتظامی لحاظ سے ضروریوں اور خامیوں کا بہتر انتظام کرتی ہے اور حلقی صاحبان سے جو خامیوں ہوتی ہیں ان کا بہتر انتظام کرنا اور ان میں ترمیم و ترقی ہے۔ گذشتہ برسوں میں چند بانی نے مٹی میں کھانا پکانے کے لیے چم لے جاتے تو خامیوں میں آک جڑا کھی جن کے شعلوں نے کئی افراد کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ چنانچہ سعودی حکومت نے آئندہ مٹی میں کھانا پکانے پر پابندی عائد کر دی اور وہاں کپڑوں کی بجائے فائبر کے جدید نیسے نصب کیے جن پر آک اثر نہیں کرتی۔

اسی طرح کچھ عرصہ قبل ہمارے میں کنکریاں مارتے ہوئے چند ضعیف العمر مرد، خواتین کے پاؤں اکڑ گئے اور وہ لوگوں کے پاؤں سے روند گئے، حکومت نے آئندہ اس کا حل یہ کیا کہ ہمارے کوئی درے اونچا کر کے بڑے ٹیل بنا دیے اور آمد و رفت کے راستے متعین کر دیئے تاکہ کنکریاں مارتے ہوئے اندوہناک سانحہ نہ ہو۔

ہم فلاحی حکومت مختلف قسم کی خطرناک بیماریوں سے بچاؤ اور علان کے لیے کروڑوں روپے خرچ کرتی ہے لیکن اس کے باوجود لوگ اس بیماری سے مرتے بھی ہیں۔ کیا یہ حکومت کی ناکامی و نااہلی ہے؟ ہرگز نہیں۔ سعودی حکومت ہر سال مشاہدہ کی روشنی میں غلطیوں سے ازالہ کے لیے بہتر سے بہتر انتظام کرتی ہے لیکن جن کے مقدر میں شہادت کی موت لکھی ہو حکومت لاکھ تدارک کرے اس کو کون روک سکتا ہے۔ وہ کتنے خوش قسمت حجاج ہیں جو روز محشر حالت احرام میں لبیک اللہ لبیک پکارتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہوں گے۔ رب ذوالجلال ان کے اوتھین کو صبر جمیل دے۔

آل سعود اور حج انتظامات!

ترجمہ: جناب عطاء محمد بخوصہ

سال ۲۰۱۵ء حج کے موقع پر مسجد الحرام میں ۳۵۰ ہزار حاجین کی وجہ سے کمرین کا شہر ہوا جس میں ۱۱۱ عمارتیں حج شہید ہوئے۔ چند دن بعد سانحہ منی میں ہجرت سے ۸۲۵ حاجین شہادت کی موت سے رفاہ ہوئے۔ حکومت سعودیہ نے زخمیوں کو فوراً ہسپتال داخل کیا اور ان کو بروقت طبی سہولتیں مہیا کیں۔ شہداء اور زخمیوں کے لیے امدادی طبی کیمپوں کا اعلان کیا اور سانحہ کی فوری تحقیقات کرنے کا حکم دیا۔

ادھر سانحہ ہوا ادھر میڈیا نے واویلا مچانا شروع کر دیا کہ سعودی حکومت کی نا اہلی اور مخصوص VIP افراد کو راستہ دینے کی وجہ سے بھگدڑ ہوئی۔ یہ المیہ ہے کہ ہمارے اگام میڈیا اغیار کا زرخیز جو چاہتا ہے بغیر تحقیق کے نشر کر دیتا ہے۔

تیس لاکھ سے زیادہ حاج کرام تھے جن میں ضعیف العمر مرد و خواتین کی کثرت تھی۔ جن کو مختلف مقامات پر پڑنے کے لیے مسنون دعائیں تو کسی حد تک سکھائی جاتی ہیں لیکن منظم انداز میں امیر کی اطاعت میں مناسک حج ادا کرنے کی تربیت نہیں دی جاتی۔

میڈیا پر ایک صاحب نے اظہار خیال کیا کہ دیگر مذاہب عالم کے اجتماع پر امن اختتام پذیر ہوتے ہیں لیکن حج پر حادثات کیوں ہوتے ہیں؟ ان کی خدمت میں عرض ہے کہ ملت اسلامیہ کا سالانہ حج کا اجتماع دیگر مذاہب عالم کی طرح ایک دن کے لیے رہی یا دائمیہ اجتماع نہیں ہوتا بلکہ حج کا حرمین شریفین میں

چالیس روز تک قیام ہوتا ہے۔ جن میں تقریباً دس دن حج کا مکہ مکرمہ میں جمع ہونا ضروری ہوتا ہے جس میں تقریباً تیس لاکھ حاج بیک وقت مناسک حج ادا کرتے ہیں۔ ان کی راہ نمائی اور حفاظت کے لیے ایک لاکھ افراد سیورٹی پر مامور ہوتے ہیں جو حج کرام کو زبانی تو کہہ سکتے ہیں ”حرام ہے“، ”ممنوع ہے“، لیکن منع کرنے کے لیے ان کو ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہیں ہوتی۔

در اصل سانحہ منی حکومت کے کسی انتظامی سقم کی بنا پر وقوع پذیر نہیں ہوا بلکہ حج کی بے صبری سے پیش آیا۔ حکومت پنجاب کے مشیر مذہبی امور جناب طاہر محمود اشرفی کے بقول حادثہ مخصوص ملک کے حاجیوں کے ایک گروپ کا انتظامیہ سے تعاون نہ کرنے اور بہت دھری کے باعث

دوسرے کے حالات سے بروقت آگاہی ہوتی ہے وہاں اس کے فنی اثرات کی بنا پر معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہو گیا ہے۔ سعودی عرب بھی اس سے متاثر ہوا تاہم دیگر ممالک کی نسبت وہاں جرائم کی شرح نہایت کم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آل سعود کو تیل کی دولت سے سرفراز کیا تو انہوں نے اسے اسلام کی اشاعت اور عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ کیا۔ انہوں نے غیر مسلم ممالک میں ہزاروں مساجد تعمیر کروائیں جن پر سینکڑوں ملین ڈالر خرچ ہوئے۔ سعودی عرب میں سینکڑوں سرکاری کالج، ہزاروں سکول اور متعدد یونیورسٹیاں قائم ہیں جن کا خرچ سعودی حکومت برداشت کرتی ہے۔ آل سعود پسماندہ اور مظلوم مسلم دنیا کی دل کھول کر امداد کرتے ہیں۔ پاکستان میں زلزلہ و سیلاب کی قدرتی آفات کے دوران سعودی حکومت نے

حرمین شریفین میں مسلمانوں کی عقیقتوں کا محور بن کر بیت اللہ پر نظر کرنے سے سزا و جہنم سے قلعی سکون حاصل ہوتا ہے وہاں لطافت سے لے کر بے شمار بیماریاں علاج و بہالت ہیں۔ مہاجر و یہ شرف حاصل ہے کہ جہاں کائنات کے راز و اسرار کی تشریف آوری ہوئی شہادت دینے سے یہ وہ مقام ہو جو ہے جہاں کھڑے ہو کر داعی الیہ اللہ سے قرآن مجید کی تلاوت و دعوت دینی

”قُولُوا رَبِّنا رَبُّ اللّٰهِ تَعَالٰی تَفْلَحُوْا تَعْلَمُ الْعَرَبُ وَالْعَجَمُ“
”تم جو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو فلاح پاؤ گے اور عرب و عجم کے مالک بن جاؤ گے۔“
مشرکین ملنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تالیف سے دو چار

حج اسلام کا رکن ہے دنیا بھر سے لاکھوں مسلمان مناسک حج ادا کرنے کے لیے سعودی عرب تشریف لے جاتے ہیں۔ بیت اللہ کی خدمت توسیع اور انتظام و انصرام سعودی حکومت کی اولین ترجیح ہے۔

بھر پور اعانت کی جب حکومت پاکستان کو ایٹمی پلانٹ کی تیاری کے لیے مالی مشکلات درپیش ہوئیں تو سعودی حکومت نے اپنے خزانہ کے منہ کھول دیئے۔

حج اسلام کا رکن ہے دنیا بھر سے لاکھوں مسلمان مناسک حج ادا کرنے کے لیے سعودی عرب تشریف لے جاتے ہیں۔ بیت اللہ کی خدمت توسیع اور انتظام و انصرام سعودی حکومت کی اولین ترجیح ہے۔ حج کی تعداد میں اضافہ کے پیش نظر حرم کی توسیع کی گئی۔ حرمین کی صفائی سیورٹی کے لیے ایک لاکھ افراد متعین ہیں جن کا خرچ سعودی حکومت برداشت کرتی ہے کسی دوسرے ملک یا فلاحی تنظیم سے ہدیہ بھی نہیں لیتی۔ سعودی عرب کے مالدار شہری حج کے خورد و نوش کی خدمت کو سعادت سمجھتے ہیں۔

یا تو مداحی نے اپنے سبب سے بہت سی برائی۔

مدینہ منورہ، طائف، ریات کا پیغام ہے جہاں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم رکھا تو شب کی ہستی و مدینہ

منورہ کی عظمت حاصل ہوئی۔ جہاں کے مکینوں کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے رفقاء سے والہانہ عقیدت و محبت رشتی دنیا تک ضرب المثل بن گئی۔ مدینہ کی عظمت و رفعت کے کیا کہنے! جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفقاء ابو بکر صلی اللہ علیہ وسلم و عمر صلی اللہ علیہ وسلم سمیت مواصلت میں ہیں۔ روضہ اطہر پر درود و سلام پیش کر کے بے پیمں رحوں کو اس طرح قرار نصیب ہوتا ہے جس طرح ساحل پر تڑپتی مچھلی کو پانی ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حرمین شریفین کی زیارت کی سعادت نصیب فرمائے۔

سعودی عرب سے محبت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اس دھرتی پر اللہ کا نازل کردہ نظام نافذ ہے۔ برقی میڈیا کی وجہ سے دنیا ایک گاؤں کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ ایک

حقوق العباد اور صلہ رحمی

محرر: جناب امیر افضل اعوان

کے حقوق پر دست درازی نہ کرنا خواہ وہ حقوق خالق کے ہوں یا مخلوق کے دونوں حوالہ سے احکامات الہی کو مقدم رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

دین اسلام سے زیادہ کوئی مذہب بھی انسانی حقوق کی بجا آوری کو اہمیت نہیں دیتا اسلام وہ واحد مذہب ہے جو مسلمانوں کو آپس میں ایک جسم کی مانند رہنے کی تعلیم دیتے ہیں کہ جس طرح کوئی انسان اپنے آپ کو سنبھال اور سدھار کر رکھتا ہے اسی طرح وہ معاشرتی اور انسانی حیثیت میں دوسرے لوگوں کے ساتھ ہمدردی یعنی احسان خدا ترنی اور محبت کا سلوک روا رکھے۔ اسی حکمت کے تحت اسلام میں انسانیت کے ہر طبقہ کے حقوق اور فرائض کا تعین کیا ہے اور حقوق العباد میں صلہ رحمی بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ اس حوالہ سے ایک حدیث مبارکہ میں بیان ہے کہ

سیدنا ابویوب غنیمی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے وحی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے؟ آپ نے فرمایا کہ اس کو ایسا ہو گیا اس کو یا نبی کریم ﷺ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے فرمایا کہ صاحب نہ موت سے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور اس کا حق کو شریک نہ

بنا، نماز قائم کر اور رزق کو حق سے صلہ رحمی کر۔ (صحیح بخاری)

اسی طرح ایک اور حدیث پاک میں آتا ہے

سیدنا انس بن مالک رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرمایا کہ جو شخص جس شخص کو پسند ہو کہ اس کے رزق میں وسعت ہو یا اس کی عمر دراز ہو تو صلہ رحمی کرے (قریبی رشتہ داروں سے حسن سلوک کرے)۔ (صحیح بخاری)

غور فرمائیے کہ یہاں رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کی متنی تاکید کی گئی ہے۔

حقوق العباد کے حوالہ سے مشرک والدین اور دیگر رشتہ داروں کے ساتھ بھی حسن سلوک کا حکم دیا گیا اور قطع رحمی یا ان کے حقوق غصب کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

ایک حدیث مبارکہ میں بیان ہے

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میرے پاس

کر گئے اور تمہارے ساتھ ہو کر جہاد کرتے رہے وہ بھی تم ہی میں سے ہیں۔ رشتہ دار خدا کے حکم کے رو سے ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ خدا ہر چیز سے واقف ہے۔“ (البقرہ)

گرچہ یہ آیت مبارکہ غزوہ بدر اور مسلمانوں کی ہجرت کے تناظر میں نازل ہوئی مگر جیسے قرآن پاک ربی دنیا تک ذریعہ رشد و ہدایت ہے۔ اسی طرح یہ آیت بھی قیامت تک ایل ایمان کے مثل اور مشعل راہ ہے۔ قرآن کریم میں ایک اور مقام پر فرمایا گیا کہ

”خدا تم کو انصاف اور احسان کرنے اور رشتہ داروں کو (خرچ سے مدد) دینے کا حکم دیتا ہے بے حیائی اور نامعقول کاموں اور سرکشی سے منع کرتا ہے (اور) تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ تم یاد

دین اسلام میں ہر طبقہ اور رشتہ کی اہمیت و ضرورت کے پیش نظر اس کے جامع حقوق کا مفصل بیان و حکم موجود ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے کائنات انسانی کی عملی زندگی کے دو محور ہیں: اول حقوق اللہ کہ جسے عبادات کہتے ہیں اور دوسرے حقوق العباد جسے باہمی معاملات کہا جاتا ہے۔ یہی دو اصطلاحیں ہیں جو انسانی نظام حیات کے تمام اصول و قواعد اور قوانین کی بنیاد ہیں۔ قرآن کریم میں اس حوالہ سے ارشاد باری ہے کہ

”اور جن (رشتہ ہائے قربات) کے جوڑے رکھنے کا خدا نے حکم دیا ہے ان کو جوڑے رکھتے اور اپنے پروردگار سے ڈرتے رہتے اور ہرے حساب سے خوف رکھتے ہیں۔“ (المرء)

اسلام میں راجحانہ انداز سے ترک تعلقات کی

بجائے نہ صرف تعلقات کو قائم رکھنے اور ان سے حقوق ادا کرنے کو ضروری قرار دیا گیا ہے۔ ماں باپ کے حقوق، اولاد، بیوی، بہن بھائیوں کے حقوق، دوسرے رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے

حقوق اللہ تعالیٰ نے ہر انسان پر لازم کئے ہیں۔ ان کو نظر انداز کر کے نفلی عبادت میں یا کسی دینی خدمت میں لگ جانا بھی جائز نہیں دوسرے کاموں میں لگ کر ان کو بھلا دینا تو ایسے جائز ہوتا؟

اسلامی تعلیمات کے مطابق انسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان تمام تعلقات اور روابط کا خیال رکھے جن کی درستی پر انسان کی اجتماعی زندگی کی صلاح و فلاح کا انحصار ہے۔ خواہ یہ تعلقات اور روابط معاشرت سے تعلق رکھتے ہوں یا تمدن سے اس حوالہ سے والدین، قریبی رشتہ داروں، قریبی مسکینوں اور ہمسایوں سب کے حقوق آجاتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

”جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور وطن سے ہجرت

رکھو۔“ (النحل)

اس مختصر آیت میں تین ایسی چیزوں کا حکم دیا گیا ہے جب پورے انسانی معاشرے کی درستی کا انحصار ہے، پہلی چیز عدل ہے جس کا تصور دو مستقل حقیقتوں سے مرکب ہے۔ ایک یہ کہ لوگوں کے درمیان حقوق میں توازن اور تناسب قائم ہو۔ دوسری چیز احسان ہے جس سے مراد نیک برتاؤ فیاضانہ معاملہ ہمدردانہ رویہ، رواداری، خوش خلقی، درگزر، باہمی مراعات، ایک دوسرے کا پاس و لحاظ دوسرے کو اس کے حق سے کچھ زیادہ دینا، اور خود اپنے حق سے کچھ کم پر راضی ہو جانا یہ عدل سے زائد ایک چیز ہے جس کی اہمیت اجتماعی زندگی میں عدل سے بھی زیادہ ہے۔ تیسری چیز نصیحت ہے کہ اپنی حد سے تجاوز اور دوسرے

میری ماں جو مسلمان نہیں تھی، نبی سیدہ کے زمانہ میں آئی تو میں نے نبی سے پوچھا کہ کیا میں اس سے صلہ رہی میں آپ سیدہ نے فرمایا: ہاں۔ ابن عبیدہ کا بیان ہے کہ اللہ نے انہی کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی: ”الجن وکون نے تم سے دین کے بارے میں نہیں کی اور تم کو تمہارے گھروں سے نکال دیا“ ان کے ساتھ بھائی اور انصاف یا سلوک کرنے سے خدا تم کو نہیں مانتا خدا تو انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔“ (متحدہ: 8) (بخاری)

قرآن و سنت کی رو سے دیکھا جائے تو بخوبی احساس ہوتا ہے۔ عمر اور رزق کی فراوانی و وسعت ہمارے بھی حقوق العباد ہیں۔ حالانکہ احیث مسلمہ ہے۔ اس حوالہ سے فرمایا:

سیدنا ابو یوسف رحمہ اللہ بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مالت ہونے کا جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کے رزق میں ۱۰۰ ہو اور اس کی عمر دراز ہو تو اسے چاہیے کہ وہ صلہ رہی کرے۔“ (بخاری)

سیدنا ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے بتائیے اگر میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں اس حال میں کہ میں صبر کر لوں اور ثواب کا

خواہش مند ہوں (یعنی میں دکھانے سنانے کی غرض سے نہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کی خاطر اور ثواب کی طلب میں جہاد کروں) اور اس طرح جہاد کروں کہ میدان جنگ میں دشمن کو پیچھے نہ دکھاؤں بلکہ ان کے سامنے سینہ سپر رہوں (یہاں تک کہ میں لڑتے لڑتے مارا جاؤں) تو کیا اللہ تعالیٰ میرے گناہوں کو معاف کر دے گا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ ہاں! پھر جب وہ شخص اپنے سوال کا جواب پا کر واپس ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آواز دی اور فرمایا کہ ہاں اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ یقیناً معاف کر دے گا مگر قرض کو معاف نہیں کرے گا مجھ سے جبریل نے یہی کہا

ہے (مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حقوق العباد کا معاملہ بڑا سخت اور گھٹن ہے اللہ تعالیٰ اپنے حقوق یعنی عبادات و طاعات میں کوتاہی اور گناہ و معصیت کو معاف کر دیتا ہے مگر بندوں کے حقوق یعنی قرض وغیرہ کو معاف نہیں کرتا۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سیدنا جبریلؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک اللہ تعالیٰ کا صرف وہی پیغام نہیں پہنچاتے تھے جو قرآن کریم کی شکل میں ہمارے سامنے ہے بلکہ اس کے علاوہ بھی دیگر ہدایات و احکام پہنچاتے رہتے تھے۔

حقوق العباد ہمارے ایک اور حدیث میں مرقوم ہے کہ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شہید کے تمام (صغیرہ اور کبیرہ) گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں مگر دین یعنی حقوق کی معافی نہیں ہوتی۔“ (مسلم)

یہاں دین سے مراد حقوق العباد ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص پر بندہ کا کوئی حق ہو یعنی خواہ اس کے ذمہ کسی کا مال ہو یا اس نے کسی کا ناحق خون کیا ہو یا کسی

سیدنا سعید ابن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص کسی کی بالشت بھر زمین بھی ازراہ ظلم لے گا قیامت کے دن ساتوں زمینوں میں سے اتنی ہی زمین اس کے گلے میں بطور طوق ڈالی جائے گی۔“

کی آبروریزی کی ہو یا کسی کا برا کیا ہو یا کسی کی غیبت کی ہو تو اگر وہ شخص شہید بھی ہو جائے تب بھی یہ چیزیں معاف نہیں کی جاتیں کیونکہ اللہ تعالیٰ بندوں کے حقوق کسی حال میں معاف نہیں کرتا۔ کسی کے حقوق غصب کرنے ہمارے ایک اور حدیث مبارکہ میں فرمایا:

سیدنا سعید ابن زید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو شخص کسی کی بالشت بھر زمین بھی ازراہ ظلم لے گا قیامت کے دن ساتوں زمینوں میں سے اتنی ہی زمین اس کے گلے میں بطور طوق ڈالی جائے گی۔“ (بخاری و مسلم)

یعنی کسی کی کوئی بھی چیز خواہ وہ زیادہ ہو یا کتنی ہی کم کیوں نہ ہو، زبردستی چھین لینا یا ہڑپ کر لینا نہ صرف سماجی

طور پر ایک ظلم اور اخلاقی طور پر ایک ہیمانک برائی ہے بلکہ شرعی طور پر بھی انتہائی سخت جرم اور گناہ ہے۔ اسلام نے انسانی حقوق کے تحفظ کا جو اعلیٰ تصور پیش کیا ہے اور اسلامی شریعت نے حقوق العباد پر ذاکہ ڈالنے والوں کو جن سخت سزاؤں اور عتابوں کا مستوجب قرار دیا ہے۔ یہ حدیث گرامی اس کا ایک نمونہ ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص کسی دوسرے کی زمین کا ایک بالشت بھر حصہ بھی زبردستی ہتھیائے گا اسے اس کے ظلم و جور کی یہ سزا دی جائے گی کہ قیامت کے دن زمین کا صرف وہی حصہ نہیں جو وہ غصب کرے گا بلکہ ساتوں زمینوں میں سے اتنی ہی زمین لے کر اس کے گلے میں بطور طوق ڈالی جائے گی۔

اسی طرح حقوق العباد کی نفی کرتے ہوئے کسی کا حق یا مال غصب کرنے ہمارے ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ

سیدنا عبداللہ بن یزید رحمہ اللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوٹے اور مشد کرنے سے منع فرمایا ہے۔“ (بخاری)

یعنی کسی مسلمان کا مال کو ناجائز سے لیں اس کا یہ مطلب قطعاً نہیں کہ غیر مسلم کا مال کو ناجائز سے لیں بلکہ متعدد

توصیف یہ ظاہر کرتا ہے کہ اسلام اپنے مانتے والوں کو کسی بھی حال میں اس کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ مسلمان بھائیوں کے مال کو ناحق طور پر اور زبردستی لوٹ لیں کیونکہ اس کا تحقق

صرف حقوق العباد کی پامالی ہی سے نہیں بلکہ معاشرہ اور سوسائٹی کے امن و سکون کی مکمل تباہی سے بھی ہے۔ لہذا امن و سلامتی کے سرچشمہ اسلام کا تابعدار ہونے کے ناطے ایک مسلمان پر یہ ذمہ داری سب سے زیادہ عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے معاشرہ اپنی قوم اور اپنے ملک کے نظام امن و امان کو درہم برہم ہونے اور الاقانونیت پھیلنے سے بچائے۔ جس کا بنیادی پہلو یہ ہے کہ دوسرے کے مال و جائیداد حقوق کی پامالی اور لوٹ مار کو اسی طرح ناقابل برداشت سمجھا جائے جس طرح اپنے مال اپنی جائیداد اور اپنے حقوق پر کسی کی دست درازی قطعاً برداشت نہیں ہو سکتی۔ جسم کے کسی عضو مثلاً ناک اور کان وغیرہ کاٹ ڈالنے کو کہتے ہیں اسے شریعت نے حرام قرار دیا ہے

بلکہ اس انسانی فلسفہ حیات نے یہ مسلمانوں کو کامیابی پر عمل کرنے کا پابند بھی بنایا ہے جو شخص یہ حقوق ادا کرتا ہے وہ ہی دنیا و آخرت میں کامیابی کے دروازے پر چلنے کی سعادت حاصل کر سکتا ہے۔ ایک دفعہ آپ رضی اللہ عنہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

”جس نے قسم کھا کر کسی مسلمان آدمی کا حق مار لیا اللہ تعالیٰ اس پر جہنم واجب کر دیتے ہیں۔“ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! خواہ معمولی سا ہی ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”خواہ پیلوں کی ایک ٹہنی ہی کیوں نہ ہو۔“ ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا ”جانتے ہو مفلس کون ہے؟“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا مفلس تو وہی ہے جس کے پاس درہم اور

اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے یہ بتائیے کہ اگر میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں تو کیا میرے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ ہاں بشرطیکہ تم اللہ کی راہ میں اس حال میں مارے گئے کہ تم (مختیوں پر) صبر کرنے والے ہو، ثواب کے طالب ہو اور پیچھے دکھا کر بھاگنے والے نہیں ہو بلکہ دشمن کے مقابلے پر جئے رہنے والے ہو۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ ”تم نے کیا کہا تھا؟“ اس نے عرض کیا کہ مجھے یہ بتائیں کہ اگر میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں تو کیا میرے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ہاں! بشرطیکہ تم صبر کرنے والے ہو ثواب کے طالب ہو اور پیچھے

کیونکہ اس طرح اللہ کی تخلیق میں بگاڑ اور بدنامی پیدا کرنا ازم آتا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مرد اور عورت ساٹھ برس تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں مگر جب ان کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو وصیت کے ذریعہ وارثوں کو نقصان پہنچاتے ہیں لہذا ان کے لئے دو زخ ضروری ہو جاتی ہے۔“ (مشکوٰۃ شریف)

یہ حدیث حقوق العباد کی اہمیت کو اور زیادہ ظاہر کرتی ہے کہ جو لوگ اپنی ساری زندگی عبادت الہی میں گزار دیتے ہیں مگر حقوق العباد کو نقصان پہنچانے سے اجتناب نہیں کرتے وہ اپنی تمام عبادتوں کے باوجود اللہ کی ناراضگی کا مورچہ بن جاتے ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ جو لوگ خواہ وہ مرد ہوں یا عورت ساٹھ سال تک عبادت کرتے ہیں مگر اپنی زندگی کے آخری لمحات میں یہ وبال اپنے سر لے لیتے ہیں کہ وہ اپنے مال میں تہائی سے زیادہ کی وصیت کسی

سیدنا عبداللہ بن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی راہ (یعنی جہاد میں) مارا جانا دین (حقوق العباد) کے علاوہ تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔“

دکھا کر بھاگنے والے نہ ہو بلکہ دشمن کے مقابلے میں جئے والے ہو مگر دین (یعنی وہ قرض معاف نہیں ہوگا جس کی ادائیگی کی نیت ہی نہ ہو۔) اور مجھ سے جبریل علیہ السلام نے یہی فرمایا ہے۔“ (مسلم) اسی طرح ایک اور حدیث میں آتا ہے:

سیدنا عبداللہ بن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اللہ کی راہ (یعنی جہاد میں) مارا جانا دین (حقوق العباد) کے علاوہ تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔“ (مسلم)

بلاشبہ اسلامی معاشرہ کی ایک خوبی یہ ہے کہ اس میں نہ صرف والدین اور اولاد میاں بیوی و دیگر عزیز و اقارب کے حقوق ہمسائیوں، مہمانوں، میزبانوں، یتیموں اور یتیموں، مسکینوں، محتاجوں، بڑوں، چھوٹوں، مسافر، مقیم آجڑا، اجیر، تاجر، صارف، مالک، نوکر، زمیندار، مزارع، اولی الامر اور رعایا کے حقوق کا تعین کیا گیا ہے بلکہ غیر مسلموں اور ذمیوں کے حقوق کا تحفظ بھی یقینی بنانے کی ہدایت کرتا ہے، شرعی اصطلاح میں انہیں حقوق العباد کہا جاتا ہے۔ اسلام ان حقوق پر عمل کرنے کی محض ترغیب ہی نہیں دیتا

غیر شخص کے حق میں لڑ جاتا ہے یا اپنا سارا مال کسی ایک وارث کو بھج کر دیتے ہیں تاکہ دوسرے وارثوں کو کچھ نہ ملے اور اس طرح وہ اپنے وارثوں کو نقصان پہنچاتے ہیں تو وہ اتنے طویل حصہ کی اپنی عبادتوں کے باوجود اپنے آپ کو دوزخ کے عذاب کا سزاوار بنا لیتے ہیں۔ کیونکہ اپنے وارثوں کو نقصان پہنچانا حقوق العباد کی ادائیگی میں کوتاہی کی وجہ سے غیر مناسب و ناجائز ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے روگردانی اور اس کی مقررہ ہدایات سے تجاوز بھی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بیان کرنے کے بعد بطور تائید مذکورہ بالا آیت کریمہ پڑھی کیونکہ اس آیت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ مورث کو چاہیے کہ وہ اپنے مال کے تہائی حصہ سے زائد کے بارے میں وصیت کر کے اپنے وارثوں کو نقصان نہ پہنچائے۔

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا اور (اس خطبہ میں ان کو آگاہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ پر ایمان لانا سب سے بہتر اعمال ہیں۔) (یہ سن کر) ایک شخص کھڑا ہوا

دینار نہ ہو، نیا کامال و متاع نہ ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے روز نماز روزہ اور کوۃ بیسے اعمال تو نے کر آئے کا یلین کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کو مارا ہوگا، چنانچہ اس کی نیکیاں حقداروں میں تقسیم کر دی جائیں گی اور اگر حقدار پھر بھی باقی رہ گئے تو حقداروں کے گناہ اس پر ڈال دیئے جائیں گے، آخر کار وہ جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔“ (مسلم)

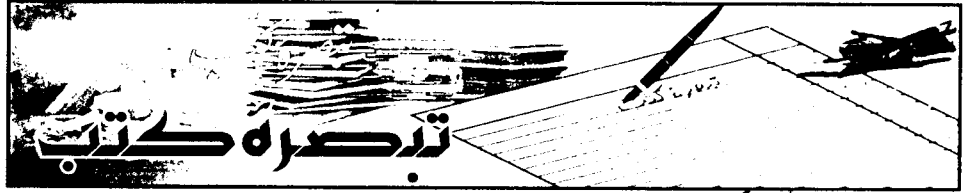
دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حقوق العباد ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

رابطہ نمبر

قاری محمد اسماعیل متقی خطیب سمندری کے رابطہ نمبر
0333-6905903 - 0300-7368135

سالانہ اجتماع خواتین

19 نومبر 2015ء بروز جمعرات 9 بجے سہ پہر جامعہ فاطمہ الزہراء للبنات الہ آباد (قصور) میں سالانہ اجتماع خواتین منعقد ہو رہا ہے جس میں ملک بھر سے جید مبلغات خطابات فرمائیں گی۔ ان شاء اللہ!
مخائب: محمد شہباز شاہ کڑناظم جامعہ ہذا



ماہنامہ انجیل لاہور

مکتبہ انجیل قاضی

صفحات: 616 قیمت: 1,000

نوبہ رات است آپ مجدد مع کارڈ پاس فوریکر پائل

ناشر: ایک نوم بک سٹریٹ 46 مرگ روڈ لاہور

فون: 042-37245072

تبصرہ نگار مدبر اعلیٰ

کونسل آف نیوز پیپ ایڈیٹر (CPNE) کے سابق

صدر نیوز مائز، نمائندہ اور روزنامہ جرأت لاہور کے چیف

ایڈیٹر اور ممتاز دانشور جناب قاضی قاضی کی صحافت

سرمئیوں کا نور جب نوبہ ٹیک سٹیک ایل پور اور سرگودھا ہوا

کرتا تھا۔ غالباً 1955-56 کی بات ہے کہ وہ جمعیت

انصار پاکستان کے ترجمان مفت روزہ صنعتی پاکستان جنگ

کے بچوں کے صفحہ خورشید نو کے انچارج تھے۔ دوسرے

صفحات پر میرے مضامین بھی شائع ہوا کرتے تھے۔ جناب

مخدوم شام چیف ایڈیٹر روزنامہ جناح کراچی بھی اس میں لکھا

کرتے تھے۔ اس وقت سے محترم قاضی صاحب سے ہماری

شناختی ہے۔ جس پر نصف صدی سے زائد عرصہ گزر چکا

ہے۔ ان کے اخلاق کریمانہ سے درمیانی فاصلے سمٹ کر اب

تعلقات برادرانہ حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ اگرچہ ملاقات

اور ٹیلیفون پر بات چیت بھی ہو جاتی ہے مگر ان کے اخبار

روزنامہ جرأت کی آمد سے معنی طور پر روزانہ ملاقات ہو

جاتی ہے۔ موصوف کی بلند پایہ اور مایہ ناز کتاب ”ایک عہد

کی سرگزشت“ (1947-2015) موصول ہوئی، مطالعہ

سے مستفید ہوا۔ انہوں نے بڑے ذوق و شوق اور ذمہ داری

کے ساتھ کام کرنے سے صحافت میں بڑا وقیع مقام حاصل

کیا ہے۔ حقیقی بات یہ ہے کہ ان کی زندگی جہد مسلسل کی بڑی

نوبہ صورت داستان ہے۔ ان کا تعلق ایک بڑھے لکھے

خاندان سے ہے ان کے والد محترم بھی صحافی تھے ان کی

رہنمائی اور والدہ محترمہ کی محرکابی کی دعاؤں سے اس میدان

میں عروج و ترقی کی منزلیں طے کیں۔ ماں کی دعا بہت بڑا

سہارا اور سائبان ہوتا ہے۔

فاضل مصنف کتاب کے ”آغاز“ میں لکھتے ہیں کہ

”یہ مجموعہ میرے ان مضامین اور مقالات پر مشتمل ہے جو ان

شخصیات کے متعلق لکھے گئے جن کے ساتھ میرا رابطہ رہا۔“

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کا دائرہ تعارف بڑا

وسیع ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ یہ مقالات پڑھنے والا سفر

زندگی میں محنت، تنگ دود، قومی وطنی میدان کی عظیم شخصیات

کے افکار و خیالات، اخلاق و کردار اور ان کی مساعی جلیلہ کے

تذکروں کی روشنی میں اپنے حال کو سنوار کر مستقبل کو نکھار سکتا

ہے۔ بلاشبہ کتاب معلومات کا خزانہ اور ادب و صحافت کا

گنجینہ گرانمایہ ہے۔ اس میں مولانا ظفر علی خاں، حمید نظامی،

مجید نظامی، زید اے سلہری، مصطفیٰ صادق، آغا شورش

کاشمیری، محمد صلاح الدین، احمد ندیم قاسمی، ظہور عالم شہید

ارشاد احمد حقانی، بشیر احمد ارشد اور عبدالکریم عابد جیسے

مدبران۔ سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا ابوالاعلیٰ مودودی،

مولانا عبدالرحیم اشرف اور مولانا گلزار احمد مظاہری جیسے علماء

کرام۔ پروفیسر سید کرامت حسین جعفری اور پروفیسر مرزا محمد

منور جیسے اساتذہ۔ حسین شہید سہروردی، خان عبدالغفار خان،

چوہدری محمد افضل، چیمہ بشیر احمد بلور اور قاضی مرید احمد جیسے

سیاستدان۔ ثار عثمانی، عرفان چغتائی، بالال زبیری، آزاد

شیرازی اور ناصح سربندی جیسے کارکن صحافی۔ ناصر القادری،

زکی کیفی، کلیم عثمانی، حافظ لدھیانوی، جاناب مرزا حکیم ولی

الرحمن ناصر جیسے شعراء کرام کے ساتھ ساتھ روحانی شخصیات،

ان کے احباب، چند بیوروکریٹ اور اخبار فروش رہنماؤں

سے ملاقاتوں کے تاثرات کی مصنف نے ایک کبکشاں سجا

رکھی ہے۔ کتاب کیا ہے ایک انسائیکلو پیڈیا ہے جس میں

ادب بھی ہے، صحافت بھی ہے، مذہب و اخلاق کا درس بھی

ہے۔ پاکیزہ خیالات کی جھلکیاں بھی ہیں۔ ملک و قوم کا درد

بھی ہے۔ معاشرے کو سنوارنے کے لیے صراط مستقیم کی فکر

اور سوچ بھی ہے۔ پھر تحریر میں دلکشی کے ساتھ ساتھ ادبیانہ

خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہیں اور مصنف کی سرگرم صحافیانہ

زندگی سے زیر تربیت صحافیوں کو کئی درس ملتے ہیں۔

کتاب پر ممتاز صحافیوں عبدالقادر حسن، الطاف حسن

قریشی اور اثر چوہان نے فلیپ لکھے ہیں جس سے کتاب کی

اہمیت میں اضافہ ہوا ہے۔ فاضل مصنف نے کتاب کی

ترتیب و تدوین میں بڑی عرق ریزی سے کام لیا ہے جو

صوری و معنوی اعتبار سے قابل صد تحسین ہے۔ اس کاوش پر

ہم انہیں بدیہ تحریک پیش کرتے ہیں۔ یہ کتاب ہر لائبریری

کی زینت ہونی چاہیے۔

الاسلام ڈائری 2016ء

بہاؤی جذبولی کی آئینہ دار

ایک موت ایک پیغام

ہر پڑھے لکھے فرد کی ضرورت

حسب سابق ڈائری زیر ترتیب ہے اگر آپ چاہتے ہیں

کہ ڈائری ماہ دسمبر میں آپ کو ملے تو آج ہی رابطہ کیجیے۔

اشتہارات اور نشر و فون نمبر آج ہی تصدیق دیں

ایک صفحہ اشتہار نوکر -/2500 روپے

ایک صفحہ اشتہار ایک کلر -/1500 روپے

نصف صفحہ ایک کلر -/1000 روپے

ڈائری کی عام قیمت -/400 روپے

رعایت کے ساتھ -/300 روپے (ملاوڈاک خرچ)

اشتہار اور فون نمبر 15 نومبر تک بھیج دیں۔

شناختی کارڈ (محمد بشیر انصاری) 5-3207371-34101

رابطہ: ناظم ایڈٹنگ سٹیشن 106 راوی روڈ لاہور

0321-6487892 - 042-37720257

055-4443265

تقرری (قائم مقام ناظم مرکزی جمعیت لاہور

محترم جناب رانا ناصر اللہ خاں امیر مرکزی جمعیت

الہادیہ ضلع لاہور نے محترم جناب امتیاز احمد مجاہد ناظم

مرکزی جمعیت اہل حدیث ضلع لاہور کی شدید مددالت کی بنا پر

جناب حکیم عبداللطیف مدنی کو قائم مقام ناظم مرکزی جمعیت

اہل حدیث لاہور مقرر کیا ہے۔ 15/10/15 سے لاہور

جماعت کی نظامت کے فرائض موصوف ادا کریں گے۔

منجانب: محمد ارشد پردیسی ناظم دفتر لاہور

ماہنامہ اجلاس

مرکزی جمعیت اہل حدیث حلقہ تھانہ شتے عالی کا ماہنامہ

اجلاس 25 اکتوبر بروز اتوار بعد نماز ظہر جامع مسجد قباء الہادیہ

جا جو کی میں امیر حلقہ مولانا سید محمد بالال طاہر کی صدارت میں

منعقد ہوا جس میں ماہ ستمبر کے پروگرام کا جائزہ لیا گیا جن پر

اطمینان کا اظہار کیا گیا۔ اس کے بعد ملائمہ اعجاز احمد رحمانی، حافظ

محمد زبیر ساجد سید عبدالخالق شاہ نے خطاب کیا بعد میں امیر حلقہ

مولانا سید محمد بالال طاہر کی تجویز پر سالانہ ملائمہ کنونشن نومبر میں

کروانے کا حتمی فیصلہ ہوا۔ حاضری کے لحاظ سے اجلاس بہت

کامیاب رہا، آخر میں چوہدری محمد بشیر گورانیہ کے لیے دعائے

مغفرت اور بلندی درجات کی دعا کی گئی۔

قاری نعیم احمد ناظم حلقہ تھانہ شتے عالی، نوشہرہ وراکاں گوجرانوالہ

اخبار الجماعۃ

اصحاب رسولؐ سے محبت ہر مسلمان کے ایمان کا حصہ ہے۔ قاری محمد حنیف ربانی

بدمذہبی (نامہ نگار) اصحاب رسول ﷺ سے محبت ہر مسلمان کے ایمان کا حصہ ہے صحابہ کرام کے ذریعے ہی اسلام کی تبلیغ و تشریح ہم تک پہنچی ان خیالات کا اظہار مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان کے مرکزی رہنماء اور امیر ضلع گوجرانوالہ قاری محمد حنیف ربانی نے مرکزی جامع مسجد قدس اہلحدیث بدمذہبی میں 40 ویں سالانہ مقام صحابہ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ نبی آخر الزمان ﷺ کے صحابہ کرام نے براہ راست رسول اللہ ﷺ سے تربیت حاصل کی۔ کانفرنس کا اہتمام اہلحدیث پوئتھم فورس بدمذہبی نے کیا۔ کانفرنس کی صدارت امیر شی محمد یونس بٹ نے کی جبکہ سٹیج سیکرٹری کے فرائض ناظم شی نذیر احمد اسد نے ادا کئے۔ مرکزی جمعیت اہلحدیث تحصیل نارووال کے امیر چوہدری شوکت علی، چوہدری محمد منور کابلو ممتاز صحافی ملک عبدالرؤف اور مولانا غلام اللہ صدیقی (خطیب فیصل آباد) نے مہمانان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کی۔ قاری محمد احمد نے تلاوت قرآن پاک ربانی۔ نعت رسول مقبول ﷺ کی سعادت امیر حمزہ شاہ کر اور سید الرحمان ربانی نے حاصل کی۔ کانفرنس سے حافظ محمد یوسف راشد، مولانا ابوبکر سلطان یزدانی، حافظ احسان الہی اور علامہ طارق محمود یزدانی نے خطاب کیا۔ مقررین نے مقام صحابہ و اہل بیت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور انہیں اتحاد امت کی علامت قرار دیا۔

۲۰ ویں سالانہ دعوت اہلحدیث کانفرنس

بمقام مرکز اہلحدیث چک 7/8AR کرلی و الہامیاں پنوں (خانیوال) مقررین فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالستار احمد مولانا سید بسطنین شاہ نقوی مولانا عبدالمنان راسخ قاری محمد یعقوب و دیگر علماء خطاب فرمائیں گے۔

منجانب: حافظ عبدالستار خطیب مرکز ہذا

ضرورت رشتہ

36 سالہ معلم ایم اے بی ایڈ کے لیے غریب اور بے سہارا لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ لڑکی ناظرہ قرآن مجید پڑھنا جانتی ہو۔ برائے رابطہ محمد اسلم منہاس باغ آزاد کشمیر۔ 0312-9274557

اللہ وانا الیہ راجعون!

محمد عمران عابد بھٹی کے والد محترم صوبیدار ریٹائرڈ حاجی محمد رشید (ستویں ضلع قصور) کے والد حرکت قلب بند ہونے سے وفات پا گئے اللہ وانا الیہ راجعون تمام قارئین سے دعا ہے مغفرت کی اپیل ہے۔ رابطہ: 0344-4318309

مولانا محمد صابر دُعا انتقال کر گئے

پچھلے دنوں جماعت کے دیرینہ کارکن حافظ محمد صابر دُعا انتقال کر گئے۔ اللہ وانا الیہ راجعون! دعا ہے کہ اللہ پاک ان کی بشری لغزشیں معاف فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔

غزوہ: محمد عبداللہ قاسم زینالہ خور داؤ کاڑہ

شکایت نہیں۔ قاری سلیم صاحب اور شیخ سجاد نے بلدیاتی انتخاب میں جماعت کا کردار کے حوالہ سے بات کی تو بتایا گیا کہ ابھی تک مرکزی طرف سے بلدیاتی الیکشن کے بارے میں ہدایات موصول نہیں ہوئیں۔ مالی صورتحال کے پیش نظر حاضرین نے موقع پر 15,000 روپے اکٹھے کر دیے اور ہر ممبر شوری سے 200 روپے ماہانہ وصول کرنے کا فیصلہ ہوا۔ شوری کا آئندہ اجلاس یکم نومبر کو جامعہ ثنائیہ میں ہوگا۔ مرکز نے حاضرین کو پر لطف کھانا پیش کیا اور مولانا صدیقی صاحب کی دعا خیر سے اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

منجانب: رانا محمد فاروق ناظم نشر و اشاعت شہر ساہیوال

تحصیل رحیم یار خاں کا ماہانہ اجلاس

مؤرخہ 6 ستمبر 2015ء بروز اتوار بعد نماز عصر جامع مسجد طیبہ اہلحدیث مندر باری سٹی رحیم یار خاں میں خطیب مسجد ہذا کی دعوت پر مرکزی جمعیت اہلحدیث تحصیل رحیم یار خاں کا ماہانہ 9 واں اجلاس زیر امارت مرزا افتخار بیگ امیر تحصیل زیر نظامت قاری ثناء اللہ شاہد قصوری ناظم تحصیل منعقد ہوا۔ تلاوت کلام رحمن صاحبزادہ حافظ طلحہ زین العابدین نے کی بعد تحصیل ناظم نے سابقہ اجلاس کی کاروائی پیش کی باؤس نے تائید و توثیق کی۔ ایجنڈا پر گفتگو کرتے ہوئے تحصیل ناظم نے شرکاء کا شکریہ ادا کرتے ہوئے شعبہ تعلقات عامہ نشر و اشاعت بیت المال اور تبلیغ کو فعال کرنے کی تاکید کی۔ اس

شہر ساہیوال کی کابینہ کا اجلاس

19 اکتوبر کو ساہیوال شہر کی کابینہ کا اجلاس بعد نماز عشاء مولانا احمد یار صدیقی صاحب کی زیر صدارت جامعہ ثنائیہ سبزی منڈی میں ہوا جس میں تمام اراکین شریک ہوئے۔ قاری عبدالرحمن نے تلاوت کلام فرمائی، صدیقی صاحب کے سر کی وفات پر تعزیت کی گئی۔ مرزا محمد سلیم ناظم شہر کے فیصلہ کے مطابق ناظم تبلیغ اور ان کے معاون سے کارکردگی رپورٹ طلب کی، انہوں نے تبلیغی پروگراموں کی تفصیل پیش کر دی۔ محمد نسیم رحمانی نے ایک بڑا پروگرام جامعہ ثنائیہ کے علاوہ شہر کی دیگر بڑی مساجد جامعہ رحیمیہ اور جامعہ عزیز یہ میں مرکزی طرف سے کروائے جانے کی تجویز پیش کی اور اس کے بعد ملحق آبادیوں میں ایک ماہ کے دوران 4 پروگرام کروانے چاہئیں۔ حاجی محمد حنیف نے لوگوں کے لیے تربیتی نشست جمعرات کو کروانے کی تجویز دی، اس موقع پر انہوں نے اپنے دوران حج پیش آمدہ دینی مسائل سے حاضرین کو آگاہ کیا۔ دوسری شق ہفت روزہ اہلحدیث کے بارے میں تھی کہ جن احباب کو مجلہ موصول نہیں ہو رہا ان کی فہرست بنائی جائے اور ترسیل کو یقینی بنایا جائے۔ ہر سہ ماہی کم از کم دو مزید خریدار بنائے۔ حاجی ہدایت اللہ صاحب نے ایسی فہرست موقع پر تیار کر لی۔ پیغام TV کے کنوینئر حاجی ہدایت اللہ صاحب نے حاضرین کو بتایا کہ تمام علاقوں میں نشریات جاری ہیں کسی کو کوئی

بھٹان شہزادہ و سیدہ انیسل البدریٹ سے خطیب مولانا
مہر الشکور نے برادر اکبر اور قری رقیق الزمان مدثر کے سر
مہر الغفور مختصر حالات کے بعد حق تعالیٰ سے بات۔ انا اللہ وانا
الیہ راجعون امر دوم خوش الحاق سوم مسئلوں کے چاند مہمان
نواز شخصیات سے مالک تھے۔ قاری سیف اللہ عابد امیر شمع
خان فیوال نے نماز روزہ پر حسانی ناس میں سیاسی، مانی بہ مکتبہ فکر
کے افروغ شریعت سے۔ اے الی ایک کے کارخانہ ڈاکٹر محمد
اقبال حنیف مولانا مہر الزمان سانی مولانا محمد امجد مارا رقم لاتی
محمد اعظم و دیگر کارخانہ نے مولانا سے اظہار تعزیت کیا اور
پسند مکان سے لیے عہد قبیل کی دعا کی۔ شفیق الزمان جمال سید قری

عرصہ 47 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

مکمل ایمپلی فائر
خود تیار کردہ
دستیاب ہیں۔



گولڈن

ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر (رجسٹرڈ)
مساجد کے لئے خصوصی رعایت

امپورٹڈ U.P.S

تجلی دستیاب ہیں۔

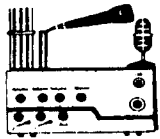
ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارٹینڈ اور متعلقہ سپیر پائرس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

0300-6430739

055-4213430

چوک نیائیں نزد دسٹی کالج گوجرانوالہ



الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

نام ہی کافی ہے

ایمپلی فائر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل
ورائٹی دستیاب ہے۔

محمد نیشان ربانی

0343-6007696

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں گوجرانوالہ

فون نمبر: 055-4212804, 4226706-0300-6430029

پروپرائیٹرز ایم اے اکرام مشل (ماہر مکنیک)

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت



ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر
اینڈ سائڈ سسٹم

سپر سٹار

0333-8294645

055-4237974

0312-7343693

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

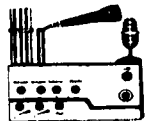
یونٹ، مائیک ہارٹینڈ اور متعلقہ سپیر پائرس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد روڈ چوک نیائیں نزد فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

Al-Fatah
Loud Speaker Amplifier

الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

نیو ایمپلی فائر کی بہترین ورائٹی دستیاب ہے



پروپرائیٹرز محمد عثمان

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایمپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی
ہارن، شینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعایت خریدیں نیز مرمت
کوالیفائیڈ مکنیک کے پاس تشریف لائیں۔

Mob: 0321-7432246

Mob: 0334-7967107

Ph: 055-4230167

نیائیں چوک نزد دسٹی کالج گوجرانوالہ

محنتی اور بے روزگار خواتین حضرات کیلئے خوشخبری

ہمیں شہر لاہور کیلئے محنتی افراد کی ضرورت ہے
جو ہماری پروڈکشن (ایزی پیپر سوپ) سکول کالج
یونیورسٹیز اور مارکیٹ میں سیل کر سکیں

آدم 10 تا 15 ہزار ماہانہ
کماتا رہائش
فری
ڈسٹری بیوٹرز اور سیلز مین

ایزی ایسویسی ایٹس لاہور

0300-9409635
0311-9409635

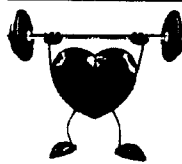
جوہر نایاب

جدید طبی ریسرچ مایوس ہونا گناہ ہے۔

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفا خانہ
نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک
”جوہر نایاب“ تیار کیا ہے۔ اسے
استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ
ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفا خانہ نوشہہ روڈ گوجرانوالہ

0345-6213064



بول کے تمام امراض کے لیے مفید ہے۔)

مکمل علاج، مکمل خوراک

قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام

فیصل

مَعْجُونِ قُوۡتِ اَعْصَابِ زَعْفَرَانِ

33:13 اے کسیر مرکب

☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پر کیف

☆ ہضم کی درتگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن

☆ بڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید

زنگنه ان	چ غل	نار و موتیر	مقعر مدق	آرد و خرما	جور آبن
منه صلی	جمه ترکی	ج	مقعر بنوا	سکما	چا پاندی
مروارید	دارتین	اکبر	اپتی کورا	چا کاج	شعوفه افر
وقظ خاوه	لوب	ما مین	اپتی کاس	چا تیق	33
ورق خرم	خوندیلر	جزومه	ترتین	ماییز	اجزاء
موزیر کور	مقعر بادام	رس قالی	چمن فید	کوندیر	

پاکستان

فری

ہوم ڈلیوری

0314-3085577

دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ
دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا

اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔ 1200 روپے

جگر و معدہ کی اصلاح کر کے نیا خون پیدا کرتا ہے۔ **وزن 500 گرام**
عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔

آب سیب	آب انار	آب ادرك	دورق غره	قلم خرفه
آب بكي	آب ليمون	شهد خالص	بهمن سفيد	عود بندي
زعفران	مرداريد	دورق طلاء	شبنم	بادرنجبويه
ابرشم	گل سرخ	گل يلو فر	عجم كاهو	دورق حقيرني
صندل سفيد	طباشير	آمله	جوهري مرمران	مغفر ترلوز
گل رنجي	الا پچي خورد	سك پانچي	بهمن سرخ	

فیصل FOODS سٹار بلائز ڈی گراؤنڈ سپلز کالونی فضیلا باد

کورسز بذریعہ ڈاک منگوانے کیلئے رقم پہلے بھیجیں
ملاقات کرنے کیلئے فون پر پہلے وقت لے لیں

میزان بینک سیونگ اکاؤنٹ نمبر

70010101053034

ایزی پیسہ اکاؤنٹ نمبر

034575451199

شناختی کارڈ نمبر

35103-1466875-3

رابطہ نمبر

0345-7545119

0313-7545119

نظریہ مفرد اعضاء

نظریہ مفرد اعضاء واضح کرتا ہے کہ ایک وقت میں مرض ہمیشہ ایک عضو رئیس کے خلیوں میں ہوتا ہے باقی اعضائے رئیسہ کے غلیات میں اسکے اثرات ہوتے ہیں۔ علاج بھی اسی بیمار عضو کا ہونا چاہیے کامیاب علاج کیلئے بیک وقت تین طریقے اپنانے ہوتے ہیں پہلا یہ کہ علاج بالذہیر کیا جائے یعنی جسمانی اور نفسیاتی طور پر مناسب ماحول مہیا کیا جائے دوسرا یہ کہ موافق غذا سے بیمار عضو رئیس کی نشوونما کی جائے۔ تیسرا یہ کہ موافق مفردات، مرکبات سے بیمار عضو رئیس کی حالت تکین کو حالت تحریک میں لاکر صحت بحال کی جائے چنانچہ اسی طریق پر درج ذیل 15 روزہ کورس تیار کیے ہیں ان سے شفاء کاملہ و عاجلہ ہوگی انشاء اللہ۔

میرا طبی پس منظر یہ ہے کہ فاضل الطب والجراحت مستند درجہ اول ہوں 2 ایوارڈ اور 1 گولڈ میڈل لے چکا ہوں طبیہ کالج کا سابقہ لیچرار ہوں مختلف دوا ساز اداروں کا ناظم اعلیٰ اور مختلف اجتماعات پر بطور حکیم بے شمار بیضوں کا علاج کر چکا ہوں۔ میرے تیار کردہ طبی کورسز میں کوئی نشہ آور کوئی زہریلی کوئی ایلو پیتھک دوائی نہیں ہے۔

جس لیبارٹریز سے چاہیں چیک کروالیں۔ ہمارے 15 روزہ کورسز درج ذیل ہیں

اعضاء کا پھٹنا	تھری	شوگر	گنگرین	بے اولادی	کمر درد	دہلیا	سپائناٹس
کالی کھانسی	سلسلہ ابول	اولاد زینہ	بواسیر	وجہ المفاصل	حجج و کراڑ	ہال سفید ہونا	استقام
جھکی	سوزا	بول بتری	خونی پیشاب	تھمر المفاصل	مہرے مل جانا	ہال چر	کمی ہارمونز
اتوں کے زخم	پھنبل	بولنا بند ہونا	امراض مردانہ	گٹھیا	الرجی	ہال گرنا	ہیموفیلیا
سنگرہنی	موٹا پا	نقطیہ ابول	امراض زنانہ	نقرس	برص	گنگھیا	کمی حیوانات
خروج الاعضاء	ادجائی	پراسٹیٹ گلیٹیز	امراض	عرق النساء	رسولیاں	کمی خون	عناات

Email:hakeemkarimbhti@hotmail.com لاہور پتہ کی ڈویژن آباد تحصیل

مرکزی جمعیت اہل حدیث، اہل حدیث یوتھ فورس، اہل حدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن تحصیل رحیم یار خان کے زیر اہتمام



مركز الاسلام اہل حدیث
شاہد القسوی والا مرکز منٹھارو ڈیڑوا ٹرسٹیل رحیم یار خان

شیخ امجد
پروفیسر
ناظم
امیر
مرکزی جمعیت اہل حدیث

عبدالکرم
ناظم
امیر
مرکزی جمعیت اہل حدیث

معراج الاسلام
ان پور ایمان فوز
ناظم
امیر
مرکزی جمعیت اہل حدیث

شیخ امجد
پروفیسر
ناظم
امیر
مرکزی جمعیت اہل حدیث

14
بروز ہفتہ
نومبر 2015

عبدالکرم
ناظم
امیر
مرکزی جمعیت اہل حدیث

محمد افتخار احمد
ناظم
امیر
مرکزی جمعیت اہل حدیث

شیخ امجد
پروفیسر
ناظم
امیر
مرکزی جمعیت اہل حدیث

شاہد
ناظم
امیر
مرکزی جمعیت اہل حدیث

بنیامین عابد
ناظم
امیر
مرکزی جمعیت اہل حدیث

شاہد
ناظم
امیر
مرکزی جمعیت اہل حدیث

عبدالکرم
ناظم
امیر
مرکزی جمعیت اہل حدیث

محمد اکرم زائد
ناظم
امیر
مرکزی جمعیت اہل حدیث

عبدالکرم
ناظم
امیر
مرکزی جمعیت اہل حدیث

مقامی علمائے اکرام: مفتی عبدالرحمن بھٹی، ڈاکٹر رانا محمد شاہد، پروفیسر عبدالملک، قاری عبدالصواب، قاری ساجد ثیر، سید عبدالغنی، شیخ عبدالغنی، ڈاکٹر فزحان افضل پوڑا، قاری محمد اویس ندیم، قاری محمد عالم، حافظ محمد یوسف محمدی طاہر مسلم، محمد احمد مجاہد، امام دین سلفی، حافظ حبیب، قاری نوید الرحمن، قاری سرور، ڈاکٹر حبیب الحق، قاری محمد رمضان، صوفی عبدالرحمن، اشتیاق شاہد ربانی، عبدالاکبر عباسی، رضا، اللہ سلفی، قاری سعید، ماسٹر شریف، قاری عبدالسلام، حافظ احسان الحق، اسد، ڈاکٹر عبدالغفار احسن، قاری اللہ دتہ، بنیامین اوڈ، عبدالغفار سلفی، قاری محمد احمد، قاری عبدالرحمن، قاری اللہ دتہ ظفر 142/P

حافظ محمد اسلم حنیف ناظم اعلیٰ مرکزہ ضلع رحیم یار خان
ناظم عبداللطیف امیر مرکزہ صادق آباد: ڈاکٹر حافظ عبدالمنان زاہدی
ناظم اعلیٰ مرکزہ صادق آباد: خواجہ بشیر احمد امیر مرکزہ خانپور:
حافظ محمد اصغر صلی ناظم اعلیٰ مرکزہ خانپور: حاجی دانیال احمد
ناظم اعلیٰ مرکزہ لیات پور: چوہدری بابر ادیس امیر مرکزہ ظہار پور

شاہد القسوی
ناظم
امیر
مرکزی جمعیت اہل حدیث

لَيْنُ شَكَرْتُمْ لَا زَيْدًا نَكُمُ

خدمت کے مسلسل 14 سال مکمل اور 15 واں سال 1437ھ (2016ء-2015ء) کا آغاز ہونے پر ہم اپنے احباب جماعت کو مبارک باد پیش کرتے ہیں اور آئندہ ضیوف الرحمن کی خدمت کرنے کا عزم کرتے ہیں۔

عمارِ جنت سرہ ویزہ

حج انوار نمبر 13407

اکانومی کلاس کے ساتھ ساتھ 3-4-5 سٹارز پیکجز بھی دستیاب ہیں۔

تمام ایئر لائن کی ٹکٹیں بازار سے بارعایت حاصل کریں۔

زیر سرپرستی
مولانا محمد زبیر مجاہد
ایمر مرکزی جمعیت المدینہ منورہ (قصور)

چیف ایگزیکٹو
گرامت اللہ صاحب
رہائش O.T. منج
0300-4619256
0321-4619256

زیر نگرانی
شاعر اسلام صاحب
نذیر احمد سجانی
0323-4315701

اسطوانہ حج و عمرہ سروسز (Pvt) لمیٹڈ
بالمقابل ریلوے کیسبن پیکورڈ کوٹ لکھپت لاہور
Ph. 042-35943765 - Fax: 042-35943766
Mobile: 0300 / 0323 / 0343 - 4619256
Email: astawana.hajj@gmail.com



آفس مینیجر
حافظ عبدالرحمن
0334-14524110

هانی کانفرنسی وادارہ جات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تاریخ

مرکزی جمعیتہ اُلمَدِیْنَةُ الْاِسْلَامِیَّةِ، اُلمَدِیْنَةُ الْاِسْلَامِیَّةِ ضلع سرگودھا

36

البيان

برکات عالم دین
شیخ محمد حسین
نویا

سید فراز احمد

عبدالغفور صاحب

محمد طفیل

ما في كماله
رحمة الله
الشمس

حضرت
محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم

الحق محمد بن عبد الله

انسان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله

عبدالحق

[illegible]

چکنے 23 الف جنوبی بھاگٹا نوالہ سرگودھا 7 نومبر بروز ہفتہ 2015 بعد نماز مغرب رات گئے تک



ایں امر

ابو بکر صدیق

مفتي العصر فضيلة الشيخ
 محمد صالح المنجد
 الإفتاء
 مستشار

فیصل آبادی

معارف

[illegible]

محمد بن عبد الله

30

محرم الحضر مولانا

27. *Journal of the American Medical Association*, 273, 1995, 1000-1001.

سید محمد حسین

مجلس العلماء
مجلس العلماء



ہمارے رابطہ نمبرز

0300-8700323
0300-8427488

[illegible]

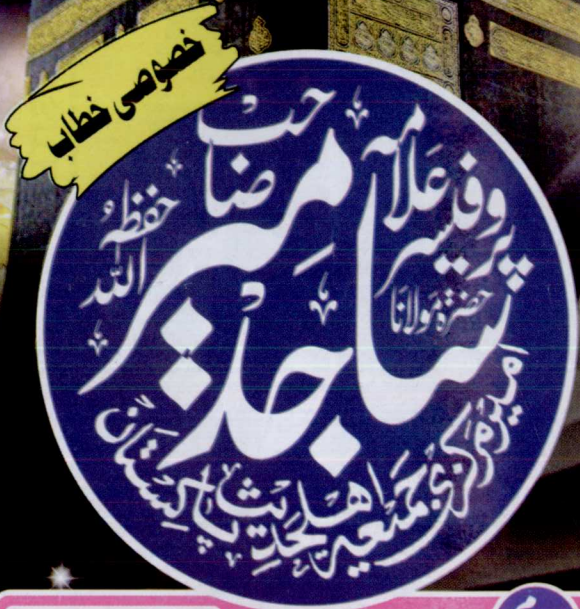
دروغی و کجگوشتان بخاران A۲F خلق سرگودها
 دینار اسب و دام هر پرست A۲F شنی سرگودها
 جلد و لباس شنی صدر A۲F شنی سرگودها
 محرم ان رانی بخت لیکر دی A۲F شنی سرگودها

خادم جماعت **حافظ محمد امجد علی** ناظم ادارہ جات
 واریکن مرکزی جمعیت اسلامیہ **بھاکشاوالہ**
 و اہل حدیث یو تھ فورس و سٹوڈنٹس فیڈریشن
 ہمارے رابطہ نمبر **0300-8700323**
0300-9427488

اہلحدیث سٹوڈنٹس فیڈریشن پاکستان
کے زیر اہتمام

دوسرا
آل پاکستان

طالکون و نشین
اہل حدیث



11:00

بکے دن

15 نومبر 2015ء
بروز بمقام
اتوار بلدیہ ہال شہر خیلوہ

محمد عمران مجاہد (فیروز ڈواں)

0302-7510920 042-37729933

منجانب

نیر صلا

چیف آرگنائزر

بہارِ محترم
عبدالقدیر فاروقی
الہ آباد سٹوڈنٹس فیڈریشن پاکستان
حصہ صا

8، 6 نومبر 2015

جمعہ ہفتہ اتوار

اسلامی بیسٹ کے دواصول

یہ بیسٹ مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے زیر اہتمام تیار کیا گیا ہے

عید گاہ اہل حدیث محلہ کچھوٹ

خطبہ جمعہ المبارک

مولانا عمر الی شریف

مولانا عمر الی شریف

مولانا عمر الی شریف

مولانا عمر الی شریف

مولانا عمر الی شریف

مولانا عمر الی شریف

مولانا عمر الی شریف

مولانا عمر الی شریف

مولانا عمر الی شریف

مولانا عمر الی شریف

مولانا عمر الی شریف

مولانا عمر الی شریف

مولانا عمر الی شریف

مولانا عمر الی شریف

مولانا عمر الی شریف

مولانا عمر الی شریف

مولانا عمر الی شریف

مولانا عمر الی شریف

80 ویں سالانہ سہ روزہ

محمد طارق عزیز

مولانا عمر الی شریف

مولانا عمر الی شریف

مولانا عمر الی شریف

مولانا عمر الی شریف

مولانا عمر الی شریف

مولانا عمر الی شریف

مولانا عمر الی شریف

مولانا عمر الی شریف

مولانا عمر الی شریف

مولانا عمر الی شریف

مولانا عمر الی شریف

مولانا عمر الی شریف

مولانا عمر الی شریف

مولانا عمر الی شریف

مولانا عمر الی شریف

برائے رابطہ
0302-4278396
0337-7684002

الدینی ایڈیٹر مرکزی جمعیت اہل حدیث و اہل حدیث تحصیل شوکوٹ ضلع جھنگ